اخبار نور افشاں لودیانہ

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۱۸) مطبوعہ ۲۴ مئی ۱۸۹۴ء بروز جمعہ جلد (۲۲)

دستور العمل اخبار نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے عہ

قیمت بیرونجات معہ محصول ڈاک عہ/

قیمت دو کاپیوں سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام پر فی کاپی عہ/

ایک شخص کے نام سات کاپی کے دام وصول ہونے پر ایک کاپی مفت دیجائیگی - ہر حالت میں قیمت پیشگی لی جائے گی +

ایڈیٹوریل

حق کیا ہے؟

یہہ بالاتفاق ایک صحیح تواریخی ماجرا تسلیم کیا گیا ہے کہ یسوع مسیح جو ناصری کہلاتا ہے - ایک زمانہ میں اس دُنیا میں موجود تھا جس سے اس دنیا کے سنہ نے ازسر نو بصحت قایم ہوکر ماڈرن ہسٹری (تاریخ جدید) میں جان ڈالی :: اگرچہ بعض ملحدوں نے بڑی کوشش کی - کہ کسی صورت سے ثابت کردیں - کہ فی الحقیقت یسوع نامی کوئی انسان کبھی نہیں ہوا - اور یہہ صرف ایک فرضی نام آفتاب جہانتاب کا بدل کر رکھدیا گیا ہے - اور مسیحیت بافراط وتفریط وہی قدیم انگلو سکسن کی آفتاب پرستی ہے - اور بس - لیکن وہ اپنی کوششوں میں ہرگز کامیاب نہوئے - اور یسوع فی الحقیقت ایک تواریخی شخص تسلیم کیا گیا - جو بیت لحم میں خاندان داؤد سے پیدا ہوا - ناصرہ میں پرورش پائی - انجیل کی بشارت دی کہ "راہ - اور حق - اور زندگی میں ہوں" یروسلم میں مصلوب ہوا تیسرے دن جی اُٹھا - اور چالیس دن بعد آسمان کو چلا گیا :: یہی یسوع مسیح تھا جس سے اُس ملک کے رومی گورنر پلاطوس سے یہہ سوال کیا - سچائی کیا ہے :؟ یہہ سوال اُس نے مسیح خداوند کے اِس کہنے پر کیا - کہ "جیسا آپ فرماتے میں بادشاہ ہوں - میں اس لئے پیدا ہوا - اور اس واسطے دنیا میں آیا ہوں - کہ حق پر گواہی دوں سو جو کوئی کہ حق سے ہے میری آواز سُنتا ہے :: یوحنا ۱۸ - ۳۷ +

حق کیا ہے؟ یہہ سوال ہر ایک طالب حق کے لئے نہایت ضروری ہے - اور اس کا صحیح اور تسلی بخش جواب صرف وہی دے سکتا ہے جس نے فرمایا "حق میں ہوں"؛ پلاطوس نے یہہ سوال کیا - مگر اُس کا جواب سُننا نہ چاہا - اور گھبراہٹ میں یسوع کے پاس سے باہر چلا گیا - کیونکہ وہ حق کا طالب صادق نہ تھا :: بہت لوگ پلاطوس کی مانند اس دنیا میں پائے جاتے ہیں - جو بظاہر کہتے کہ ہم حق کے طلبگار ہیں - مگر اُن کے کان حق کو سننے - اور اُن کے دل اُس کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں - کیونکہ اُن کے دل دنیا میں پھنسے ہوئے ہیں - اور حق بات کو اپنی ناقص انسانی عقل سے رد کرتے - اور اُسے ٹھٹھوں میں اُڑاتے ہیں :: کاش کہ وہ لوگ جو گناہ کے جنگل میں بھٹکتے پھرتے - اور راہ نجات سے ناواقف - اور حق جاننے کے محتاج ہیں - اُس پر ایمان لائیں اور ہلاکت سے بچ جائیں جو نہ صرف راہ بتلانے والا - بلکہ خود راہ ہے - جو نہ صرف حق کا ظاہر کرنیوالا - بلکہ خود حق ہے - نہ صرف زندگی دینے والا بلکہ خود

(باقی آئندہ)

شکاگو

کی پارلیمنٹ مذاہب کے موقع پر ایک ہندو صاحب وہاں تشریف لے گئے تھے۔ جنہوں نے گاؤکشی کے خلاف ایک لمبی چوڑی تقریر کی۔ اور اُس کا گوشت کھانے کے خلاف فتویٰ دیا ؛ اِس پر اڈیٹر مشنری ریویو نے لکھا ہے۔ کہ :-

"جہاں ہندو گو گاؤ کشی سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اور بدھ مذہب والا ہر قسم کے جانور کو مارنے سے پرہیز کرتا ہے۔ وہاں اُن کو انسان کی موت اور قتل ہونے پر خیال تک بھی نہیں آتا ؛ ہندوستان اپنی گذشتہ حالت میں ہندو مذہب کے شروع ہی سے انسانیت کا ذبح خانہ رہ چکا ہے۔ زندہ آدمیوں کا پوست اُتار گیا ہے۔ انسان بتوں کی گاڑیوں کے نیچے کچلے گئے ہیں۔ پوتر گنگا میں جیتے جاگتوں کو بہا دیا گیا ہے مستورات کو زندہ آگ کی چتا پر چڑھایا گیا ہے۔ اور طرح طرح کے شرمناک اور لعنتی سلوک بنی آدم کے ساتھ کئے گئے ہیں ؛ بازاری عورتیں ہندو مندروں اور شوالوں کی پوجا میں ابھی تک حصہ لیتی ہیں ؛ اور بقول ہماری ایک بہن کے۔ بجائے اِس کے کہ اِس قسم کے گندے اور خوفناک مذہب کا وکیل مسیحی امریکہ میں آ گر گوشت کی برائیوں پر لکچر دے۔ بہتر ہوتا کہ وہ اپنے وقت کو مسز پامر صاحبہ کے اُن سوالات کے جواب دینے میں۔ کہ "ہندوستان نے مستورات کے لئے کیا کیا ہے خرچ کرتا"

اڈیٹر برہمہ پرچارک مشنری ریویو کے بیان بالا کی نسبت لکھتا ہے۔ کہ "وہ جہاں تک واقعات سے تعلق رکھتا ہے۔ ہم اُس سے اتفاق رائے رکھتے ہیں۔ چنانچہ جب راجہ رام موہن رائے نے ستی کی ناپاک رسم کے خلاف قلم اُٹھایا۔ اور آواز بلند کی۔ تو ہندوؤں کی طرف سے مخالفت کے طوفان کھڑے کئے گئے۔ اور اُس وقت کے پنڈتوں نے اپنے شاستروں کے حوالے دیکر اِس خوفناک رسم کی تائید کی تھی۔ لیکن اڈیٹر مشنری ریویو نے اپنی تحریر میں غصہ کے مارے حد سے بڑھ کر جو سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔ ہم اُنہیں پسند نہیں کرتے۔ نیز یہہ کہہ دینا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ ہندو مذہب کی برائیوں اور نقصوں کے ظاہر کرنے سے وہ اپنی برائیوں اور نقصوں کو جو مسیحی ملک میں ہیں۔ اچھا ثابت نہیں کر سکتے" ؛

معلوم نہیں۔ کہ اڈیٹر برہمہ پرچارک باوجود اُن واقعات میں متفق الرائے ہونے کے۔ جن کا بیان اڈیٹر مشنری ریویو نے کیا ہے۔ ہندو مذہب کی برائیوں اور نقصوں کو مسیحی ملک کی برائیوں اور نقصوں کے مساوی ٹھہرانے کی کیوں کوشش کرتا۔ اور اڈیٹر مشنری ریویو کو غصہ کے مارے حد سے بڑھ کر سخت کلامی کا کیوں مُتہم ٹھہراتا ہے؟ یاد رکھنا چاہئے کہ جن باتوں کا ذکر مشنری ریویو میں کیا گیا ہے۔ وہ ہندوؤں میں مذہباً جائز ورائج تھیں۔ اور بعض تا حال موجود ہیں۔ اور جب کوئی بھی خیر خواہ قوم ہنود اُن کی مروجہ مضر و مکروہ رسم و دستور کو مخرب اخلاق قوم ثابت کرنے۔ اور اصلاح دینے پر مستعد ہوتا ہے۔ تو وہ اپنے اُس دستور و رسم کو مذہبی ٹھہرا کر مقدور بھر ویدوں اور شاستروں سے ڈیفنڈ (حمایت) کرتے ہیں ؛ مثلاً شادی صغرسنی۔ اور عقد ثانی بیوگان۔ جن کی برائیوں اور خراب نتایج کا اکثر اخباروں اور رسالوں میں بیان کیا جاتا۔ اور اصلاح کی تحریک کی جاتی ہے۔ لیکن ہندو پنڈت سخت مخالفت کرتے۔ اور شاستروں سے اُن دستورات مذموم کی تائید کرتے ہیں ؛ اِس میں شک نہیں کہ بہت سی قابل افسوس برائیاں مسیحی ممالک میں پائی جاتی ہیں۔ لیکن بخلاف ہندو پنڈتوں کے مسیحی علماء و فضلاء بائبل کے حوالے دیکر اُن کو اچھا ثابت کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اور نہ مذہباً اُن کو درست اور جائز ٹھہراتے ہیں۔ بلکہ حتی المقدور تحریر اور تقریر سے اُن برائیوں کو دور و دفع کرنے کے لئے جدّ و جہد کرتے ہیں ؛

تہذیب الاخلاق اور زلزلہ

یہہ نیچری آرگن جو علی گڈہ سے چند سال جاری رہ کر بوجوہات چند بند ہو گیا تھا۔ پھر جاری کیا گیا ہے۔ پس آرتھوڈاکس (پختہ) محمدی لوگوں نے اپنے فرقہ کے اہل اسلام کو اِس کے مضرات و تاثیرات نیچری سے محفوظ رکھنے کے لئے پھر بالمقابل نور الآفاق کو جاری کرنے کا ارادہ کیا ہے جریدہ روزگار مدراس کے نامہ نگار نے عنوان بالا پر ایک طویل آرٹیکل لکھا ہے۔ جس میں راقم کے خیال میں تہذیب الاخلاق کا پھر جاری ہونا زلزلہ قیامت سے مشابہ ہے ؛ بقول نامہ نگار موصوف کے "اگر یہہ زلزلہ آئے گا۔ تو دین اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹائے گا۔ قومی یگانگت۔ قومی عزت۔ قومی تعلیم قومی ترقی۔ جس کی عمارت کو اسلام نے بڑی محنت سے بنایا ہے۔ اگر یہہ زلزلہ آئے گا۔ تو اُس کا نتیجہ یہہ ہوگا۔ کہ اسلام کی محنت رایگاں جائیگی۔ اور تہذیب الاخلاق کی بدولت بنائے قومی و یگانگت۔ قومی عزت۔ قومی تعلیم۔ قومی ترقی کی تخریب ہو گی" ؛ وہ لکھتا ہے۔ کہ جناب شمس العلماء کو اِس پر بڑا ناز ہے۔ کہ تہذیب الاخلاق کے نامہ نگار سر سید اور محسن الملک ہیں۔ اور جو کلام اُن کے قلم سے نکلے گا۔ وہ ضرور مسلمانوں کے معاش و معاد کے لئے بکار آمد ہوگا ؛ بیشک اِن حضرات کی پرجوش تحریروں سے آزادی کی بو دماغ میں گھس جائے گی شراب کباب کی مجلسیں ہونگی ؛ جاکٹ پتلون زیب تن کر کے۔ ترکی ٹوپی سر پر رکھ کے۔ ہوا کھانے کی سوجھے گی ؛ صوم و صلوٰۃ۔ حج و زکات آسمان فرشتہ۔ جن۔ حشر نشر۔ دوزخ۔ بہشت کا انکار کریں گے ثواب معاد سے باقی کیا رہا۔ جس کے لئے اُن کی تحریرات مفید سمجھی جائیں گی ؟ ؛ جیسے زلزلہ موعودہ قیامت کے آنے سے زمین کا خاتمہ ہے۔ ویسے ہی تہذیب الاخلاق کے نکلنے

سے مسلمانوں کے معاد و معاش کا خاتمہ ہے"۔

ہم بڑے حیران ہیں کہ اگر اسلام کی بنیاد مستحکم و مضبوط ہے تو اہل اسلام نیچری فرقہ کے برپا ہونے۔ اور اُن کے صرف ایک پرچہ کی اشاعت سے کیوں اس قدر ہراساں اور پریشاں ہیں؟ مسیحی اپنے مذہب حق کی نسبت کبھی ایسا خیال نہیں کرتے۔ کہ وہ کسی نئے مذہب۔ و تعلیم۔ یا کسی اندرونی مختلف فرقہ کے برپا ہونے سے صفحہ ہستی سے مٹ جائے گا۔ اور مسیحیوں کے معاد و معاش کا خاتمہ ہو جائے گا:: بلکہ وہ اپنے قادر سپہ سالار "خداوند کے لشکر کے سردار" یسوع مسیح خداوند کے وعدوں پر کامل بھروسا رکھ کر نیچل مخالفت و مشکلات پر غالب ہونے کا یقین متین رکھتے اور ہمیشہ اُس کے اقوال صدق مقال کو یاد رکھتے ہیں کہ "میں اس چٹان پر اپنی کلیسیا بناؤں گا۔ اور دوزخ کے دروازے اُس پر غالب نہ ہونگے" متی ۱۶ - ۱۸ "کوئی ہتھیار جو تیرے (کلیسیا کے) برخلاف بنایا گیا۔ کام نہ آوے گا۔ اور جو زبان عدالت میں تجھ پر چلیگی۔ تو اُسے مُجرم کریگی:: یہہ خداوند کے بندوں کی میراث ہے۔ اور اُن کی راستبازی مجھ سے ہے۔ خداوند فرماتا ہے"۔ یسعیاہ ۵۴ - ۱۷ ؛

شروع مسیحیت سے لے کر آج تک بڑے بڑے زبردست دنیوی حاکموں۔ ملحدوں۔ بدعتیوں۔ اور نیچریوں نے اپنے احکامات و تعلیمات کے ذریعہ مسیحیت کو بیخ و بن سے اُکھاڑ دینا چاہا۔ لیکن وہ اُس خردل کے دانے کی مانند ہے جسے ایک شخص نے لے کر زمین میں بویا۔ وہ سب بیجوں میں چھوٹا۔ پر جب اُگا۔ تو سب ترکاریوں سے بڑا ہوتا۔ اور ایسا پیڑ ہوتا کہ ہوا کے پرندے آکر اُس کی ڈالیوں میں بسیرا کرتے ہیں"۔ متی ۱۳ - ۳۱ و ۳۲ ؛

مُراسلات

زندہ خطوط کی ضرورت

اِس میں کوئی کلام نہیں۔ کہ موجودہ صدی علم و ہنر کی ترقیات کی صدی ہے۔ لیکن شاید جس قدر چھاپے کی کل نے شایستہ ممالک میں پاؤں پھیلائے ہیں۔ اور سب کلیں ملا کر اس سے نصف کام نہیں کرتیں :: بلکہ یہہ کہنا کچھ غلط نہ ہوگا۔ کہ اس زمانہ میں تحریری کارروائی اپنی جایز حدود سے تجاوز کرکے بہت کچھ عملی کوششوں پر غلبہ پا گئی ہے :: اس طلسماتی چرخہ کے ایجاد سے پیشتر جو کام زندہ انسانوں سے لیا جاتا تھا۔ اب اُس کا دار و مدار کاغذ اور روشنائی پر موقوف ہے ؛

اگر "مسیح" صدہا پیشتر مسیحیوں کا موٹو "آ اور دیکھ" تھا تو آج کے دن "پڑھ اور جانچ" ہے۔ بیشک پڑھنا دنیا کی جہالت اور تاریکی رفع کرنے کا عمدہ وسیلہ ہے۔ لیکن اول تو سب پڑھے لکھے نہیں۔ دویم اندیشہ ہے کہ سب غور سے نہیں پڑھتے اور پھر پڑھ کر خیالات کو پرکھنا بھی تو ہر ایک کا کام نہیں :: اس سے ظاہر ہے۔ کہ لاکھوں اخبارات اور کتابیں چھاپ کر دنیا میں تقسیم کر دینا مسیحی مذہب کو پھیلانے کا بہترین طریق نہیں ہے :: پڑھنے والے بہت کچھ پڑھ چکے ہیں۔ اور اس سے اُن کی پیاس نہیں بجھی :: اب اس امر کی ضرورت باقی ہے۔ کہ ہر ایک مسیحی ایسا زندہ خط ہو۔ جس کو عوام صفائی سے پڑھ سکیں :: اگر ہندوستان۔ یا دیگر ممالک میں مسیحی مذہب خاطر خواہ ترقی نہیں کرتا۔ تو اُس کے یہہ معنے نہیں۔ کہ یہاں انجیل کی جلدیں۔ یا اور دینی کتب کمیاب ہیں۔ بلکہ یہہ۔ کہ یہاں "مسیح کے خط" جو سیاہی سے نہیں۔ بلکہ زندہ خدا کی روح سے لکھے گئے نمودار نہیں :: میں اس وقت مسیحی مصنفوں۔ یا اُن کی تصانیف کے خلاف کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ اور نہ اس خداداد اور جلیل خدمت کو حقیر سمجھتا ہوں۔ لیکن میں زندہ اور عملی مسیحیت کو کتابی اور دماغی مسیحیت پر ضرور ترجیح دیتا ہوں :: ہر ایک شخص ذرا غور کرنے سے اس امر کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ کہ افعال کی آواز اقوال سے کس قدر بلند ہے :: آگ کی تصویر میں حرارت موجود نہیں ہو سکتی۔ خواہ اُس کو مانی اور بہزاد نے کھینچا ہو۔ یا انجلو اور رفائیل نے عمر بھر رنگ آمیزی کی ہو :: کیا باعث ہے۔ کہ ابتدائی زمانہ کے مسیحی اپنے مشن میں کامیابی حاصل کر گئے۔ اور آجکل باوجود صرف زر کثیر کے اُس قدر ترقی نظر نہیں آتی؟ بات یہہ ہے۔ کہ کامیابی کا راز اُس زندہ تاثیر میں موجود ہے جس سے مسیحی خود متاثر ہو کر اوروں پر اثر کر سکتا ہے۔ اور اسکو وہی سمجھ سکتا ہے جس نے مسیح کی زندگی میں حصہ پایا۔ اور اُس میں قایم ہو گیا ہو ؛

پولوس رسول قرنتس کے مسیحیوں کو انہیں زندہ تاثیروں کی طرف متوجہ کرکے عملی مسیحیت پر استدلال کرتا ہے۔ وہ فرماتا ہے۔ کہ "فریب نہ کھاؤ۔ کیونکہ حرامکار۔ اور بت پرست۔ اور زنا کرنے والے۔ اور عیاش۔ اور لونڈے باز۔ اور چور۔ اور لالچی۔ اور شرابی۔ اور گالی بکنے والے۔ اور لوٹیرے خدا کی بادشاہت کے وارث نہوں گے۔ اور بعض تمہارے درمیان ایسے تھے پر خداوند یسوع کے نام سے۔ اور ہمارے خدا کی روح سے غسل دلائے گئے۔ اور پاک ہوئے۔ اور راستباز بھی ٹھہرے" (۱ قرنتیوں $\frac{۶}{۱۱-۹}$) پھر جسٹن شہید دوسری صدی میں اپنے دوسرے معذرت نامہ میں شاہان روما کی طرف مخاطب ہو کر کہتا ہے۔ کہ "ہم جو بری خواہشوں کے غلام تھے۔ اب اخلاق کی پاکیزگی میں خوشی حاصل کرتے

ہیں۔ ہم نے جادوگری کو ترک کر کے اب اپنے آپ کو ابدی اور مہربان خدا کی خدمت کے لئے مقدس بنایا ہے: ہم جو سب سے زیادہ نفع کے طالب تھے۔ اب اپنا سب کچھ فائدہ عام کے لئے دے دیتے اور ہر ایک کو اُس کی ضرورت کے مطابق بانٹ دیتے ہیں: ہم جو ایک دوسرے سے نفرت کرتے۔ اور قاتل تھے۔ اور اختلاف رسوم کے باعث غیروں کو اپنے ہاں آنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ اب مسیح کی آمد کے باعث اُن کے ساتھ مل کر رہتے ہیں: ہم اپنے دشمنوں کے لئے دعا مانگتے ہیں: ہم اپنے کینہ وروں کو سکھاتے ہیں۔ کہ مسیح کی تعلیم جلیل کے مطابق اپنی زندگی اس طرح کاٹیں۔ کہ ہمارے ساتھ خدا سے جو سب کا خداوند ہے برکتیں پانے کے امیدوار رہیں"۔

سبحان اللہ۔ کس درجہ کی تاثیریں ہیں۔ جن سے بڑے بڑے سیاہ دل خود منوّر ہو کر اپنے محدود حلقہ میں اپنی روشنی چمکا گئے۔ جن کے سامنے فلسفہ سرنگوں ہو گیا۔ اور زور بازو اپنا علم سرنگوں کئے حیران اور ششدر کھڑا ہے: کہتے ہیں کہ ابتدائی مسیحیوں میں ان تاثیرات کا کمال اس درجہ کا تھا۔ کہ گردنواح کی بت پرست اقوام اُنکے طریق معاشرت کو دیکھ کر کہا کرتی تھیں۔ کہ "دیکھو یہہ مسیحی ایک دوسرے سے کیسی محبت رکھتے ہیں:" در حقیقت میں یہی وہ نیا حکم ہے۔ جو اُستاد عظیم دنیا کو سکھا گیا۔ اور جس سے اُس کے شاگرد اَور لوگوں سے امتیاز کئے جا سکتے ہیں۔ (دیکھو یوحنا ۱۳/۳۴) مسیحی ناظرین! آپ میں یہہ صفت کہاں تک نمایاں ہے؟ +

آریجن (۲۵۰ء) بجواب سیدین فلاسفر سیلسس یوں تحریر کرتا ہے کہ "ہم میں سے بعض کی زندگی کے حالات دریافت کرو۔ ہمارے گذشتہ اور موجودہ طرز معاشرت کا مقابلہ کرو۔ اور تمہیں فوراً پتہ لگ جائیگا۔ کہ مسیحی لوگ موجودہ تعلیم کو قبول کرنے سے پیشتر ناراستیوں اور ناپاکیوں میں کیسے پھنسے تھے۔ اب وہ کیسے راست اور سنجیدہ اور پرہیزگار اور قائم مزاج ہو گئے ہیں۔ بعض اُن میں سے پاکیزگی اور نیکیوں سے اس درجہ تک الفت رکھتے ہیں۔ کہ جائز خوشیوں سے بھی کنارہ کش ہو گئے ہیں: جہاں کہیں مسیحی مذہب پھیلا ہے ایسے لوگ کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ بھلا جن لوگوں نے بہتیروں کو برائی کے گڑھے میں سے نکال کر پرہیزگاری اور نیکوکاری میں سرفراز کیا۔ وہ کیونکر کسی طرح سے ملک کے نقصان کا باعث ہو سکتے ہیں؟ ہم نے مستورات کو بے حیائی سے۔ اور اپنے خاوندوں کے ساتھ لڑائی جھگڑا کرنے سے روکا ہے مردوں کو رنگارنگ کے بیہودہ راگ و رنگ سے باز رکھا ہے۔ اور نوجوانوں کی شہوت کو لگام دی ہے"+

اسی طرح لکٹن تن ٹیوس (۳۰۰ء) میں انجیل کی زندہ تاثیروں کا ذکر کر کے یوں حرف زن ہے کہ "اس الٰہی حکمت کی تاثیر ایسی عظیم ہے۔ کہ انسان کے دل میں آتے ہی سے ساری جہالت دور و دفع ہو جاتی ہے۔ اور اس کے لئے کسی کتاب یا غور و فکر کی ضرورت نہیں۔ اگر کان اور دل حکمت کے پیاسے ہوں تو یہہ انعام مفت بآسانی اور فوراً حاصل ہو جائیگا" آخر میں وہ سوال کرتا ہے کہ "کیا کسی بت پرست فلاسفر نے بھی اس قسم کا کار عظیم کر کے دکھایا ہے؟"+۔

شاید کوئی کہیگا۔ کہ یہہ تو اپنے منہہ سے آپ میاں مٹھو بننا ہے۔ لیکن ہم اس جگہہ بہت سے مخالفوں کی شہادتیں پیش کر سکتے ہیں۔ جنھوں نے دور سے اس نور کو دیکھا۔ اور معترف ہوئے۔ لیکن دل میں اُس کی زندگی بخش کرنوں کو آنے سے روک رکھا۔ فقط دو ایک کا ذکر کرنا کافی ہوگا +

رومی شہنشاہ جولین جو مرتد اور مسیحی جماعت میں سے رانده تھا ایک بت پرست پوجاری کی طرف یوں تحریر کرتا ہے کہ "بت پرستوں کے لئے شرمناک بات ہے۔ کہ وہ اپنے ہم مذہبوں کی نسبت بے پروا ہیں حالانکہ مسیحی لوگ اجنبیوں اور دشمنوں کے ساتھ نیک سلوکی کرتے ہیں"!

رومی سلطنت کے زوال و شکستگی کا مشہور مورخ گبن اگرچہ خود بے دین تھا لیکن اُس نے رومی سلطنت میں مسیحی رعایا کا بیان نہایت خوبی کے ساتھ۔ اور بلا تعصب کیا ہے۔ اُسکا قول ہے۔ کہ "ابتدائی مسیحی اپنی نیک صفات کے ذریعہ اپنے ایمان کا اظہار کرتے تھے۔ اور اُن کا یہہ گمان صحیح تھا۔ کہ الٰہی مدد سے ہمارے فہم منور اور دل پاک ہو جاتے ہیں۔ اور کار بار میں ہدایت ہوتی ہے"۔ وہ اس کے بعد مسیحیوں میں پاکیزگی۔ راستی۔ خاکساری۔ وغیرہم صفات کی تعریف کرتا ہے: نقص اُس کی تحریر میں ہے۔ تو یہی ہے۔ کہ وہ ان صفات کے اسباب بجائے اُن کے اصلی چشمہ کے خانگی انتظام۔ و ملکی حالات میں تلاش کرتا ہے۔ آخر وہ لکھتا ہے کہ "اُن کی (یعنے مسیحیوں کی) باہمی محبت اور اعتبار کے بے دین بھی مقر ہیں۔ ابتدائی مسیحیوں کے اخلاق کی نسبت یہہ بات نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھنے کے قابل ہے۔ کہ اُن کے قصور جن کو سہو کہنا بجا ہے نیکی کی غایت ہی سے ہوتے تھے": بعد اس کے یہہ مورخ اُن کی خود انکاری کی تعریف کرتا ہے +

اسی طرح ملک فرانس کا مشہور بے دین روسو مسیحی خوش اخلاقی۔ اور زندگی بخش ایمان پر غور کر کے یوں تحریر کرتا ہے۔ کہ "اگر سب آدمی سچے مسیحی ہوں۔ تو ہر ایک شخص اپنا فرض ادا کریگا۔ رعایا قوانین کے تابع ہوگی۔ حاکم راستباز۔ اور منصف بے داغ ہوں گے۔ سپاہی موت سے نہ ڈریں گے اور ملک میں سے غرور اور عیش و عشرت جاتے رہیں گے":

معزز مسیحی ناظرین! جو روح ان ابتدائی مقدسوں

میں کام کرتی تھی۔ وہی اب بھی موجود ہے۔ اور ہم سب مُقدسوں کے ہم شہری۔ اور خدا کے گھرانے کے ہیں۔ سو آؤ اپنی بلاہٹ کے لائق چلیں اور زندہ مسیح کو اپنی زندگی میں ظاہر کریں ؛

الراقم
عنایت اللہ ناصر

مسلمان مسیحیوں کی ہمدردی

اس عنوان کے مضمون مندرجہ نورافشاں مورخہ ۲۔ مارچ ۱۹۴۳ء پر حال کے مورخہ ۳۰ مارچ میں دو طرح کے اعتراض دو صاحبوں نے لکھے ہیں ؛ ایک تو مسلمان مسیحی لفظوں پر گویا کہ یہہ ایک نیا اصطلاحی لفظ اور لقب ایجاد کیا گیا ہے جس کی دیکھا دیکھی ہندو مسیحی۔ سکھ مسیحی۔ چمار مسیحی بھنگی مسیحی وغیرہ نام وضع کئے جانے کی راہ کھل گئی ہے ؛ لیکن اگر معترض بھائی مضمون ۲ مارچ کو پھر ملاحظہ فرمائیں گے۔ تو اُنھیں معلوم ہو جائیگا کہ اُس میں کوئی نیا لفظ یا لقب ایجاد نہیں کیا گیا ہے۔ بلکہ خبر کے طور پر مضمون لکھا ہے۔ کہ بمبئی میں ایسی ایک مجلس جمع ہوئی جس میں ایسے لوگ جمع ہوئے۔ جو (مسلمانوں میں سے مسیحی ہوئے ہیں) ؛ عنوان مضمون میں ایسے لوگ جو مسلمانوں میں سے مسیحی ہوئے ہیں کی اس عبارت کے بجائے اختصار کے لئے۔ جیسا کہ دستور ہے۔ مسلمان مسیحی لکھا ہے ؛ نہ کوئی نیا لفظ اردو ڈکشنری میں اضافہ ہوا ہے۔ نہ کوئی نیا لقب ایجاد کیا گیا ہے جیسا کہ ڈاکٹر احمد شاہ صاحب نے تحریر کیا ہے ؛ وہ فرماتے ہیں۔ کہ "عیسائیوں میں کوئی ذات نہیں۔ سب ایک ذات ہے۔ اس میں نہ مرد ہے۔ نہ عورت۔ نہ غلام ہے۔ نہ آزاد۔ نہ یہودی۔ نہ یونانی" تو کیا مرد کو مرد۔ یا عورت کو عورت کہا نہیں جاتا ؟ یا ویسا کہنا یا لکھنا ناجائز ہے ؟ نہیں۔ بلکہ یہہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ جب کبھی کسی شخص۔ یا اشخاص کی نسبت یہہ بتانا ضرور ہوتا ہے۔ کہ وہ مسیحی ہیں۔ اور اس کی بھی حاجت ہوتی ہے۔ کہ کس قوم۔ یا ملک کے ہیں۔ تو کہا جاتا ہے۔ کہ وہ مسلمان مسیحی۔ یا برہمن مسیحی یا بنگالی مسیحی۔ یا پنجابی مسیحی ہیں ؛ بلکہ جب کہنے اور سننے والے جانتے ہوتے ہیں۔ کہ وہ شخص۔ یا اشخاص مسیحی ہیں۔ اور صرف اس امر کا بتانا ضرور ہوتا ہے۔ کہ کس ملک یا قوم کے ہیں۔ تو ضرور کہا جاتا ہے۔ کہ وہ پنجابی۔ یا بنگالی۔ یا یوروپین۔ یا یوریشین۔ یا امریکن۔ یا مدراسی۔ یا برہمن۔ یا چھتری۔ یا مسلمان۔ یا شیخ وغیرہ ہیں۔ یا تھے ؛ البتہ جو مسیحی بھائی۔ یا بہن کسی ایسی جات یا پیشہ کے ہوتے ہیں جس جات یا پیشہ کے نام لینے سے وہ شرماتے۔ اور ناخوش ہوتے ہیں۔ تو اُس کا ذکر نہیں کیا جاتا ؛

اتنا تو نام کے اعتراض کی بابت مذکور ہوا۔ اب دوسرا اعتراض اُن کا کام کی بابت ہے ؛ یہہ بات سچ اور بالکل حق اور واجب التعمیل ہے۔ کہ ہم سب مسیحی مسیح میں ہو کے ایک بدن ہوئے ہیں۔ اور آپس میں ایک دوسرے کے عضو ہیں (رومیوں کو ۱۲-۵) پر وہیں آیت ۴ و ۶ میں یہہ بھی لکھا ہے کہ ہر ایک عضو کا ایک ہی کام نہیں۔ اور ہم نے اُس فضل کے موافق جو ہمیں عنایت ہوا الگ الگ نعمتیں پائی ہیں۔ وغیرہ) غرضکہ سب مسیحی بھائی اور بہن مسیح میں ایک۔ اور سب اُس کے عضو ہیں۔ لیکن ہر ایک عضو کا جس طرح نام جدا جدا ہے۔ اُسی طرح اُن کا کام بھی جدا جدا ہے ؛ ہاتھ کا کام پاؤں نہیں کر سکتا ہے۔ اور پاؤں کا کام ہاتھ نہیں کر سکتا ہے۔ کان کا کام ناک نہیں دے سکتی۔ نہ ناک کا کام کان۔ اسی طرح دوسرے عضوؤں کو سمجھو ؛ اسی طرح خداوند نے ہر شخص مسیحی کو خاص نعمت بخشی ہے۔ اور اسی طرح ہر ایک گروہ اور قوم میں بھی خاص خاص کاموں کی لیاقت اور خاصیت بخشی گئی ہیں۔ جو دوسرے گروہ اور قوم میں نہیں ؛ خدا کے برحق کلام میں جابجا خداوند خدا کو رب الفوج نہیں کہا۔ بلکہ رب الافواج کہا گیا ہے۔ لیکن غیر مذہب والے جدا جدا جات کو اعلیٰ و ادنیٰ۔ افضل و ارذل قرار دیتے ہیں۔ بخلاف اُس کے مسیحی سب کو برابر۔ اور برادر مانتے ہیں ؛ کسی کو اونچی جات کا۔ یا نیچی جات کا کہتے۔ نہ مانتے ہیں ؛

یہہ جو کچھ اوپر ذکر ہوا ہے دینی اعتبار اور لحاظ سے لکھا گیا ہے۔ مگر دنیاوی طور پر دیکھو۔ تو ویسی ہی باتیں میں صاف صاف نظر آتی ہیں ؛ کوئی بادشاہ ہے۔ کوئی رعیت ہے کوئی مالک ہے۔ کوئی نوکر ہے۔ کوئی باپ ہے۔ کوئی بیٹا ہے کوئی ماں ہے۔ کوئی بیٹی ہے ؛ اگرچہ دین کے طور پر سب مسیحی بھائی اور بہن ہیں۔ اور سب ایک ہیں۔ لیکن نہ صرف کام میں بلکہ رتبہ اور عزت میں امتیاز اور جدائی رکھتے ہیں۔ اور ہمیشہ رکھینگے بھی ؛ نہ سب بادشاہ ہو سکتے ہیں۔ نہ سب رعیت ہی ہو سکتے ہیں۔ نہ باپ بیٹا ہے۔ نہ بیٹا باپ کی جگہہ ہو سکتا ہے وغیرہ ؛

معترض صاحبوں کے خیال میں ہے۔ کہ "ایسی مجلس دین کو اور قوم کو بجز نقصان اور تفرقہ کے فائدہ نہیں پہنچا سکیں گی۔ ہم کو چاہئے کہ بلا امتیاز رنگ و روپ اور پہلی اُتاری ہوئی کینچل کے ایک دوسرے کی مدد کریں۔ اور غیریت کا خمیر اُٹھا پھینکیں۔ اندیشہ ہے کہ نفاق کا بیج بوئینگی" ؛ پر عزیز بھائیو! غور فرمائیں۔ تو آپ کو معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ہم خدا کا شکر کریں۔ جس نے ہمیں دین میں ایک کیا ہے۔ اور مقدور بھر ہمیشہ کوشش کرنا چاہئے۔ کہ ہم دین میں اور ایمان میں ایک ہی بنے رہیں۔ نہیں تو دین و ایمان میں تفرقہ پڑنے سے دینی نقصان۔ اور باہمی نفاق آموجود ہونگے مگر مجلس ہمدردی مذکور کا ایسا کوئی ارادہ۔ یا خیال نہ اب ہے۔ اور نہ اُس سے ایسے تفرقہ کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔ بلکہ اس مجلس کی غرض صرف یہی ہے۔ کہ اُن لوگوں کی ہمدردی ہو جو مسلمانوں میں سے مسیحی ہوئے ہیں ؛ ہم سب کا ایک قوم بن جانا بھی اچھی بات ہے۔ پر حال میں تو ایسا نہیں ہے۔

اور نہ دو چار پشت تک ہو سکیگا :: منہہ سے کہو یا نہ کہو لیکن دین کے علاوہ دنیاوی طور پر رنگ و روپ و قومیت وغیرہ کی جدائیاں سوشیل وغیرہ حالات میں صاف صاف ہیں :: اس وقت تو بن بن کی لکڑی اکٹھی ہوئی ہے۔ اُن کے کُٹ پیسکر ایک سفوف۔ بلکہ ایک معجون بننے کے لئے ایک مدت درکار ہے :: زبان میں۔ پورانے علوم میں۔ پوشاک میں۔ خوراک میں۔ رہنے سہنے میں۔ دنیاوی رسم و رواج غرضکہ سوشیل اور دوسرے حالات اور برتاؤ میں ہم جدا جدا ہیں پر نہ کچھ اس میں گناہ ہے نہ باہمی غیرت یا نفاق ہے۔ نہ آئندہ ہو سکتا ہے +

باوجود ان سب باتوں کے بھول نجانا چاہئے۔ کہ اُس مجلس ہمدردی کا مقصد ان باتوں میں بھی کسی طرح کی جدائی پیدا کرنے۔ یا قایم رکھنے کا نہیں ہے۔ بلکہ صرف ایک خاص قوم کی باہمی ہمدردی مطلوب ہے جس قوم میں اُس کی بڑی ضرورت ہے +

سمجھ لینا چاہئے۔ کہ یہہ مثل مشہور اور برتاؤ میں مقبول ہے۔ کہ "ایکے سادھے سب سدھے۔ سب سادھے سب جائیں" ہر شخص۔ یا مجلس سب کام نہیں کر سکتی :: اس لئے ساری دنیا کا دستور العمل ہے۔ کہ وہ خاص خاص کام اختیار کرکے اسکے انصرام اور انتظام کا اہتمام اپنے ذمہ لیکر اُس کی انجامدہی میں کوشش کرتے ہیں :: اور ایسے لوگ اُس میں شریک ہوتے ہیں۔ جو اُس کی انجامدہی کی خاص لیاقت اور دلچسپی رکھتے ہیں :: ہزارہا کام دینی اور دنیاوی ہیں جنہیں جدے جدے شخص۔ اور جماعت کرتے ہیں۔ کوئی نقصان دینی یا دنیاوی نہیں ہوتا۔ بلکہ بہت ہی زیادہ فائدے ہوتے ہیں۔ مردانہ مشنری کاموں میں اکثر مرد۔ اور زنانہ مشنری کاموں کو اکثر عورتیں منتخب ہوتی ہیں۔ اسکول اور کالجوں کے کاموں کی جدا مجلسیں ہوتی ہیں۔ اسی طرح اور بھی سمجھئے :: اگر ایسا نہ کیا جائے۔ اور سب کام سب لوگوں کے ذمہ رکھے جائیں۔ تو کوئی کسی کام کا نہ ذمہ دار ہوگا۔ نہ کوئی کام انجام پائیگا :: آخر نتیجہ یہہ ہوگا۔ کہ بعض جنگلی اور وحشی قوموں کی مانند ہر شخص اپنے سب کام آپ کریگا۔ اور جو حال زار اُن قوموں کا ہے۔ وہ ہمارا بھی ہوگا +

بڑے سے بڑا زور معترض بھائیوں کا جو اس بات پر ہے۔ کہ مسلمانوں کے سوا دوسری قوموں کے مسیحیوں کو اپنی ہمدردی میں کیوں شامل نہیں کیا؟ وہ اُن قوموں کی نسبت ہرگز صادق نہیں آتا۔ کہ وہ ہمارے دکھہ درد سے واقف نہیں :: اس بارہ میں باتیں تو بہت کرنے کی ہیں لیکن بخوف طوالت اتنے ہی پر اکتفا کرتا ہوں :: پہلے یہہ۔ کہ "آپ کاج مہا کاج" اپنا کام جو ہم کر سکتے ہوں اُس کا انجام دینا کسے چاہئے؟ ضرور یہی جواب ہے کہ ہمکو آپ کرنا واجب ہے۔ نہ دوسرے بھائیوں پر بوجھہ رکھنا۔ اُن کا بوجھا اُنہیں کے لئے بس ہے۔ کہ اس وقت ہماری سب کی حالت ایسی ہو رہی ہے۔ کہ "اپنی اپنی پڑی رے ہیلا"۔ دوسرے ہماری زبان اُردو اور فارسی او عربی سے۔ اور دنیاوی رسم و رواج سے اکثر دوسری قوموں کے لوگ ناواقف ہیں :: تیسرے ہمارے عیوب قومی سے ہم چاہتے ہیں۔ کہ دوسرے واقف نہوں۔ اور وے بھی واقف ہوکر کچھہ خوش نہوں گے۔ اور نہ کچھہ کر سکینگے بھائیو! برا نہ ماننا۔ ہم تو سب ایک ہی تھیلے کے بٹے ہیں۔ اگر غور کرکے دیکھو تو یہہ مثل ہم پر صادق آئی ہے۔ کہ رسی جل تو گئی ہے پر بل نہیں گیا ہے۔ پرانے خمیر کا اثر ہنوز کچھہ نہ کچھہ باقی ہے۔ جہاں دو چار بھی ہم میں کے ہیں۔ دیکھہ لو کہ اُن کا باہمی برتاؤ۔ آپس کی رنجشیں اور کاوشیں دیکھہ لو۔ کہ کیسی ہیں۔ اور ہم دوسری قوموں کے بھائیوں کی نظروں میں کیسے ہیں بلکہ خود اپنے ہی سمجھدار اور خیر خواہ لوگوں کی نگاہ میں بلکہ سچ مچ کیسے ہیں وہ نیچے کے دو ماجروں سے ظاہر ہوتا ہے +

(۱) ایک ہندوستانی ذیعلم اور تجربہ کار ویندار پادری صاحب جو مسلمان مسیحیوں پر بھی نہایت مہربان تھے۔ جب اِس دنیا سے کوچ کرنے لگے۔ تو اپنے وصی کو کہا۔ کہ میں اپنی لڑکی کی شادی کر دینے کا اہتمام بھی تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ تم اُس کی شادی ایسے عیسائی سے نکرنا جو مسلمانوں میں سے مسیحی ہوا ہو !!!

(۲) بمبئی کی مجلس ہمدردی کی بنیاد یوں پڑی۔ کہ ایک پنجابی مسلمان مسیحی جو کچھ دنوں سے بمبئی میں تشریف لائے تھے۔ وہاں کے کتنے ہی مسلمان مسیحی بھائیوں کی آپس کی پھوٹ۔ اور باہمی شکر رنجیاں بلکہ زہریلی تکراریں دیکھ کر رونے۔ اور یہ کہہیں اپنوں میں فرمانے لگے۔ "ہائے رے ہائے !!! حال تو یہہ ہے۔ پھر خداوند کا کام کیسے کر سکوں گا۔ اور اُنھوں نے ہی بڑی کوشش کی جس پر خداوند نے برکت کی اوس برسائی۔ اور اکثر قریب کل مسلمان مسیحی بھائی جمع ہوئے جس کا یہہ انجام بخیر ہوا کہ سب حاضرین بڑی خوشی سے اور دل کی سرگرمی سے ایکدوسرے سے رو رو کر ملے جیسے مدتوں کے بچھڑے ہوئے یگانے آپس میں ملتے ہیں :: بلکہ ایک غریب الوطن اور مصیبت زدہ بھائی کی امداد کے لئے کشادہ دلی سے چندہ کیا۔ جو بھائی کتنے ہی مہینوں سے در بدر بھائیوں سے اپنی مصیبت کا اظہار کرتے تھے۔ لیکن بہت تھوڑے بھائی توجہ کرتے تھے !!!

یے دو قصے "مشتے نمونہ از خروارے" بیان کرکے اُن معترض بھائیوں سے پوچھتے ہیں۔ کہ قانون قدرت۔ اور دینی۔ دونوں کی رو سے ہمدردی پہلے کن لوگوں کی واجب ہے؟ پھر اپنی کمزوریاں آپ دیکھیں۔ اور اُن کا علاج کریں۔ یہہ بہتر ہے۔ یا دوسروں کو دکھا کر۔ اور اُن سے مدد مانگ کر فضیحت ہوں یہہ بہتر ہے؟ پھر ایسی ایسی باتوں کی واقفیت۔ اور اُن کا علاج ہم خوب جانتے۔ یا دوسرے؟ پھر دوسرے بھائیوں کو ہمارا حال زار دیکھہ کر خوشی ہوگی یا رنج؟ اُنہیں بھی ناحق رنجیدہ اور غمدیدہ کرنا برا ہے یا بھلا؟ پھر آخر کو یہہ بھی مجھے کہنا ضرور ہے۔ کہ بمبئی کی اُس

مجلس کے اتفاق رائے سے ویسا حکم ہوا۔ اگر دوسری جگہہ کی مجلسیں قرار دیں۔ اور دوسرے بھائی بھی منظور فرمائیں۔ کہ بھائیوں کی ہمدردی کریں۔ تو کچھ مضائقہ نہیں۔ لیکن بہرنوع مسلمان مسیحیوں کی ہمدردی کی فکر اور اُس کی انجام دہی کے لئے جگہہ جگہہ مجلسوں کا قایم ہونا ضرور ہے ؛ اگر نہیں۔ تو یقین جانو۔ کہ ہندوستان بھر میں سب اچھی باتوں میں تعلیم میں تربیت میں۔ دین میں۔ ایمان میں۔ اخلاق میں۔ نیک اطوار میں عزت میں۔ تہذیب میں۔ اور ساری عمدہ ترقیوں میں ہم ہی سب سے پیچھے۔ اور پسماندہ ہی ہوں گے!!!

راقم

بندہ صفدر علی از بھنڈارہ

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

قریبًا ایک سال کا عرصہ گذرتا ہو کہ جناب پادری کارفیلڈ صاحب پرنسپل بیرنگ ہائی سکول فرلو پر انگلنڈ کو تشریف لے گئے ؛ اُن کے بجائے جیر محترم شریف النسب جناب پادری وگرم صاحب آنریری مشنری پرنسپل مقرر ہوئے۔ اور اُن کی ہمشیرہ صاحبہ مس وگرم آنریری لیڈی مشنری اُن کی مددگار نیز ؛ اللہ اللہ! کیسے کیسے شخص خدا نے دنیا میں اپنی خدمت کے لئے پیدا کئے ہیں ؛ پادری بیرنگ صاحب

زبان پہ بار خدایا یہہ کس کا نام آیا ہو
کہ میرے نطق نے بوسے میری زباں کے لئے

(یاد ش بخیر) بانی کرسچن بورڈنگ سکول بٹالہ کے تشریف لیجانے کے بعد اگرچہ پادری کارفیلڈ صاحب کا زمانہ بھی خوبی اور نہایت خوش اسلوبی کا تھا مگر "ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است" ؛ اب پادری وگرم صاحب کے آنے سے پھر وہی بیرنگ صاحب کا زمانہ یاد آگیا۔ وہی خوشیاں۔ وہی رونق ؛ لڑکے آپ کے زیر سایہ ایسے خوش ہیں۔ کہ پھولے نہیں سماتے۔ دن عید۔ اور رات شب برات گذرتی ہو۔ خیال تھا۔ کہ پادری کارفیلڈ صاحب کی غیر حاضری میں شاید سکول کے انتظام میں گڑبڑی اور ابتری ہو جائے۔ مگر بابو سنگھی صاحب ہیڈ ماسٹر سلیمان بٹالہ کی تدابیر اور حسن انتظام۔ اور نیک صلاحوں سے پادری وگرم صاحب نے خوش خلقی اور مسیحی طبیعت سے ایسا انتظام کیا۔ اور کام کو ایسا ٹھیک چلایا اور رواں کیا۔ کہ نقص تو کیا۔ تعلیم و تربیت کئی گنا زیادہ دکھائی دینے لگی۔ اور اس ایک سال کے قلیل عرصہ میں نتایج خاطر خواہ ظہور میں آگئے اگرچہ یہہ صاحبان موصوف اور مس وگرم صاحبہ کی محنتوں اور جانفشانیوں کی بدولت ہو۔ مگر درحقیقت سب کچھ ہمارے مولائے کریم ربنا یسوع المسیح کے فیض و فضل سے ہو +

اس وقت دینی اور دنیوی تعلیم کی حالت بہت اچھی ہو ؛ بورڈنگ کا انتظام قابل تعریف ہو ؛ صحت اچھی ہو بلکہ کیوں نہ ہو جبکہ کھانے پینے۔ اور رہنے سہنے کا انتظام باقاعدہ اور درستی سے ہو۔ تو کیوں صحت اچھی نہ رہے۔ پادری وگرم صاحب اور مس وگرم صاحبہ طالبعلموں سے نہایت نیک سلوک کرتے۔ اور انہیں اپنے بچوں کی طرح رکھتے ہیں۔ اور اپنی مسیحی روش اور نیک نمونہ ہی سے انہیں بہت تعلیم دیتے ہیں ؛ تعلیم کی یہہ صورت دیکھئے۔ کہ ابکے مڈل امتحان میں چھ طلبا داخل ہوئے۔ اور سب پاس ہو گئے ؛ انٹرنس امتحان میں آٹھ طالب علم داخل ہوئے۔ اگرچہ نتیجہ ہنوز ظاہر نہیں ہوا۔ مگر یقین ہو کہ یہہ بھی تسلی بخش ہوگا ؛ دینی امتحان میں بھی خاطر خواہ لڑکے پاس ہوئے ؛ ایک میموریل پرائز بھی لڑکے حاصل کر گئے ؛ نیک چلنی میں بھی لڑکوں نے انعام پائے ؛ کھیل میں بھی کسی طرح کم نہ رہے۔ چنانچہ کل پنجاب میں یہہ سکول لاہور کے اینوئیل میچ میں دوسرے درجہ پر رہا۔ اور ہر ایک لڑکے کو لاہور کمیٹی کی طرف سے ایک ایک لنگی انعام ملی +

۵ تاریخ ماہ رواں سکول کا پرائز ڈے تھا ؛ چونکہ ریل کے وقت میں بڑی تبدیلی ہو گئی ہو۔ اور مہمان ایک ہی دن میں آکر واپس نہیں ہو سکتے تھے۔ کیونکہ آمد و روانگی میں صرف ڈھائی گھنٹہ کا تفاوت ہو۔ اس لئے ۴ اپریل کی شام کو امرتسر لاہور۔ نارووال۔ گورداسپور۔ کلارک آباد۔ جنڈیالہ۔ وغیرہ سے احباب تشریف لے آئے ؛ دوسرے دن تین بجے تک رہے ؛ اُن کے آرام اور کھانے پینے کا انتظام بخوبی کیا گیا۔ سب لوگ خوش رہے۔ اور خوش گئے +

۵ تاریخ صبح کو اول لڑکوں کی ڈریل کا ملاحظہ ہوا ؛ ماسٹر فیض اللہ نے نہایت خوبی سے ڈریل اور قواعد کروائی ؛ پھر سکول چیپل میں عبادت ہوئی ؛ پادری مولوی ڈاکٹر عماد الدین صاحب نے اس آیت پر۔ کہ "حکمت اپنے فرزندوں سے راست ٹھہری"۔ وعظ کیا۔ جو اُن کی لیاقت کے مطابق نہایت اعلیٰ اور موثر تھا ؛ اس میں اُنہوں نے لڑکوں کو بہت کچھ سکھلایا۔ بعدہ کھانا کھلایا گیا ؛ پھر سکول ہال میں لڑکوں نے عجیب و غریب تماشے دکھائے۔ سالہائے گذشتہ کے مطابق انگریزی ایکٹ گیت وغیرہ ہوئے۔ اردو فارسی عربی کے عمدہ قصاید و اشعار و مضامین طالب علموں نے پڑھکر سنائے ؛ مگر ابکے ایک عجیب تماشا دیکھا گیا جو شاید مشکل ہی سے بھولیگا ؛ لڑکوں نے غضب کیا۔ یہہ ایک پنجابی ایکٹ تھا جسمیں جاٹوں کا میلہ دیکھنے جانا۔ سپاہیوں سے جھگڑنا۔ شرارت کرنی۔ چھابڑی والے کو لوٹنا۔ اور گرفتار ہونا۔ اور عجیب چالاکی اور حکمت سے بچ نکلنا۔ بھی کمال کیا ؛ ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ پڑ گئے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر مسٹر ملنکی بھی موجود تھے۔ کیا عرض کریں۔ کون تھوڑا ہنستا تھا۔ صاحب بہادر کی جس وقت جاٹوں نے سپاہیوں سے مارکھاکر دہائی دی۔ تو یہہ ہنسی تھمتی ہی نہ تھی ؛ اس ایکٹ میں اگرچہ سب ایکٹروں نے اپنا اپنا کام بخوبی کیا۔ یہانتک کہ اگر رات کا وقت ہوتا۔ تو مشکل ہی سے کوئی پہچانا جاتا۔ دن کا وقت تھا۔ تاہم بعض دھوکا کھا ہی گئے۔ مگر ان

سب میں بڑھکر ثنار علی دوم نے جس کا نام دمودر سنگھ تھا کامل کیا +

جب یہہ سب کچھہ ہو چکا تو پھر مسٹر گرم پرنسپل نے سکول کی رپورٹ سنائی۔ جو نہایت تسلی بخش تھی :: پھر ڈاکٹر رحیم خان صاحب نے تعلیم کی نسبت ایک مختصر سی تقریر کی جس میں ظاہر کیا۔ کہ اعلیٰ تعلیم دینی تعلیم ہے۔ اور وہ یہاں حاصل ہے :: پھر اور دو ایک صاحبوں نے کچھہ بیان کیا۔ بعدہ گوردا سپور کے صاحب ڈپٹی کمشنر مسٹر ملکی نے تقریر فرمائی۔ اور اپنے دست مبارک سے انعام تقسیم کیا۔ اور پھر حضور قیصر ہند کی سلامتی کے گیت کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ اور مہمانوں کو کھانا کھلایا گیا۔ اور پھر گاڑیوں پر سوار ہو کر ریل پر جا چڑھے :: آگے جو اُن کے ساتھہ ہوا ہو۔ سو وہ جانیں۔ ہم تو ساتھہ گئے ہی نہ تھے +

گذشتہ سال پرائز ڈے پر منشی نہالچند صاحب ہادس ماسٹر کے وہاں سے چلے جانے پر ہمیں بہت افسوس ہوا تھا۔ ابکے اُن کو وہاں دیکھکر نہایت خوشی حاصل ہوئی مگر ان سب خوشیوں کے ساتھہ ساتھہ رنج و غم کی گھٹا دل پر چھائی رہی۔ کیونکہ ہماری والدہ ماجدہ جنابہ صدیقہ مس نگر صاحبہ مرحومہ ابکے جلسہ میں نہ تھیں :: وہ تو ہمیں داغ جدائی دیگئیں۔ آسمان پر چلی گئیں۔ وہ تو بورڈنگ سکول کے طالب علموں کی واقعی ماں تھیں۔ ان کے طفیل بہت ناداروں نے فیض حاصل کئے۔ اُن کی دینی اور علمی لیاقتیں لڑکوں کے واسطے نہایت ہی کار آمد اور مفید تھیں۔ خدا نے اُن کو بُلا لیا :: اسال جلسہ اُن کی غیر حاضری کے باعث ساتھہ ساتھہ مفارقت کا غم لئے رہا۔ اُن کا کام مسز واٹس برینٹ صاحبہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ سنبھالتی اور اپنے ذمہ لیتی جاتی ہیں خدا ہم چنیں کناد +

باوجود ایسی اعلیٰ تعلیم اور خوبیوں۔ اور ایسے لائق اُستاد اور مددگار اور خیر مجسم پرنسپل کے۔ اگر اب بھی مسیحی اپنی اولاد کو یہاں نہ بھیجیں۔ تو خیر وہ جانیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اس سے بہتر مسیحی جوانوں کی تعلیم کے لئے ہندوستان بھر میں جگہہ نہ ملیگی +

راقم

وارث الدین

چرچ کونسل پنجاب کا سالانہ جلسہ

۲۔ تاریخ ماہ رواں چرچ کونسل پنجاب کے ممبر اور ڈلیگیٹ اور وزیٹر بمقام امرتسر جمع ہوئے :: یہہ دن خاص عبادت کے لئے مقرر تھا جسکو اہل انگلنڈ اپنی زبان میں "کوائیٹ ڈے" کہتے ہیں :: دن بھر عبادت میں گذرا :: پادری شرف صاحب نے تین وعظ کئے۔ پہلے وعظ کی سندی آیت یہہ تھی "میں خدا پر اعتقاد رکھتا ہوں"۔ دوسری "تم خدا پر ایمان لاتے ہو مجھپر بھی ایمان لاؤ"۔ تیسری۔ فارقلیط۔ یعنے "تسلی دینے والا" لائق واعظ نے تثلیث مبارک کا بیان نہایت خوبی سے کیا بہت شرح حاصل ہوئی۔ روحانی برکات سے مالامال ہوئے۔

۷۔ تاریخ کو کونسل کا اجلاس شروع ہوا +

کوائٹ ڈے کے دوسرے دن پادری شرف صاحب پرنسپل ڈیوینٹی سکول لاہور امرتسر سے لاہور تشریف لے گئے۔ جہاں اُن کی نہایت انتظاری ہو رہی تھی۔ کیونکہ صاحب موصوف ۲۰ سال کی خدمت کے بعد اب ولایت کو تشریف لئے جاتے ہیں :: زیادہ تر افسوس یہہ ہے۔ کہ اُن کے پھر واپس آنے کی اُمید نہیں :: ایسے لائق اُستاد اور شفیق باپ کا ملنا کوئی آسان بات نہیں :: لاہور کے مسیحیوں کو عموماً۔ مگر ڈیوینٹی سکول کے طلباء کو خصوصاً اُن کی اس مفارقت سے سخت رنج اور قلق ہے :: ۷۔ تاریخ شام کو ڈیوینٹی سکول میں اُنکا الوداعی جلسہ ہوا جس میں علاوہ طلباء ڈیوینٹی سکول کے اے پی مشن کے مسیحی۔ اور مشنری۔ اور انارکلی کے مسیحی حاضر تھے :: دو گروپ فوٹو کے لئے گئے۔ تقریریں ہوئیں مفارقتنامہ پڑھا گیا :: بہت افسوس اور محبت سے صاحب موصوف ایک دوسرے سے ملے۔ اور وداع ہوئے :: آپکی جگہہ پادری گرے صاحب پرنسپل مقرر ہوئے ہیں۔ جو پہلے بھی سکول ہی میں کام کرتے تھے۔ شریف۔ نجیب۔ دیندار۔ محبت کے پتلے اور سب باتوں کی اصل یہہ۔ کہ پورے مسیحی ہیں :: دیسی مسیحیوں کے ساتھہ برادرانہ سلوک کرتے ہیں۔ بعضوں کی طرح کالے گورے کا کینہ خیال اُن کے دل میں مطلق دکھائی نہیں دیتا۔ دُکھہ اور سکھہ میں پورا ساتھہ دینے والے :: خدا اُن کے کام پر برکت دے اور اس بھاری ذمہ داری میں اُن کے ساتھہ ہو :: فی امان اللہ +

الراقم

بندہ + واعظ

نیشنل کانگرس و پنجابی مسیحی

آج ۱۶ اپریل کا نور افشاں نظر سے گذرا :: خوش ہوں کہ مسٹر واعظ نے اس مضمون پر پھر خامہ فرسائی کی ہے۔ لیکن ساتھہ ہی افسوس کرتا ہوں۔ کہ اُن کی تحریر کو قابل جواب نہیں سمجھتا۔ لیکن چونکہ ایک نوجوان مسیحی کے خلاف ایک بیجا الزام لگایا جاتا ہے۔ ضرور ہے۔ کہ اس کا فیصلہ کروں :: سنئے مسٹر واعظ

اوّل۔ جواب کے دیر بعد چھپنے کی بابت جو آپکی

شکایت ہے۔ اس سے مجھے معذور فرمایئے۔ : میں نے آپ کے مضمون چھپنے کے ایک ہفتہ بعد ہی سفیر صاحب کو لکھدیا تھا لیکن انہوں نے ۳۔۴ ہفتہ تک جواب دہی سے جواب دیا۔ آخر کار انہوں نے میری تحریر کو شایع بھی کیا تو بعض فقروں کو اڑا کر۔ جس سے مطلب خبط ہو گیا ✦

دوم۔ آپ نے جو سخت الفاظ میری نسبت استعمال کئے ہیں۔ اُن کے لئے میرا اسلام قبول ہو۔

بدم گفتی و خرسندم جزاک اللہ عفاک اللہ ؏
جواب تلخ می زیبد لب شیرین (؟) را !

سوم۔ آپ ڈرتے کیوں ہو۔ اُس جوان کا نام لکھو۔ تاکہ ناظرین کو معلوم تو ہو۔ کہ وہ کون مسیحی جوان ہے۔ اور پھر آپ کو بھی معلوم ہو جائیگا! اُن سے اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے۔ کیا آپ نے پہلا مضمون اُن کی اجازت سے لکھا تھا اگر راستی کا کچھ بھی پاس ہے تو نام لکھو: اڈیٹر صاحب سے بھی مؤدبانہ درخواست ہے کہ اپنے نامہ نگار سے صلاح و مشورت کر کے اُس جوان کے نام سے اطلاع بخشیں ✦

چہارم۔ آپ کی درخواست کہ "کانگرس کے اغراض وغیرہ پر بحث کرو" کے قبول کرنے سے معذور ہوں: اولاً میں آپ کے مضمون کو قابل جواب ہی نہیں سمجھتا۔ آپ نے کونسی نئی بات لکھی ہے جس کا پہلے جواب نہیں دیا گیا ہے؟ ثانیاً نور افشاں کے قیمتی کالموں کو میں ایسی بحثوں سے سیاہ کرنا نہیں چاہتا۔ اگر کوئی اور اخبار ہوتا۔ تو خیر مضائقہ نہ تھا۔ ثالثاً۔ اگر آپ کانگرس کے مخالف ہیں۔ تو آپ کو مبارک ہو۔ مجھے اس سے کچھ سروکار نہیں: ان سطروں کے لکھنے سے میرا مطلب صرف ایک مسیحی جوان کے چال چلن کو صاف کرنا ہے: رابعاً۔ میں اپنے پچھلے پندرہ برس کے تجربہ سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ آپ کبھی کسی بحث کو شرافت و نیک نیتی سے نہیں نبھاتے ہمیشہ سخت کلامی۔ اور میں میں تو تو کے لوٹے پھوٹے ہتھیاروں پر آجایا کرتے ہیں: مسٹر واعظ میں آپ کو بڑے بھائی کی طرح نصیحت کرتا ہوں۔ کہ آپ سوچ سمجھکر لکھا کریں۔ اور اگر ہو سکے تو لکھا ہی نہ کریں؛ آپ کی تحریریں بجائے فایدہ کے اُلٹا نقصان پہنچا رہی ہیں؛ اگر آپ کسی مسیحی مضمون پر جس سے عام مسیحیوں کا فائدہ ہو۔ قلم اٹھا نہیں سکتے۔ تو یونہی نور افشاں کے زرین کالموں کو سیاہ کیوں کرتے ہو؟ آپ کی "گدڑی کے واقف" کی تحریر سے تو مجھے پورا یقین ہو گیا تھا۔ کہ آپ ہرگز ہرگز پھر لکھنے کا اعادہ نہ فرمائیں گے ✦

یاد رہے۔ کہ اڈیٹر کے دو فرض ہیں۔ اول۔ کیا لکھنا۔ دوم۔ کیا نہ لکھنا: میں یہہ دیکھکر خوش ہوں کہ موجودہ اڈیٹر صاحب (اسید کہ اپنے نامِ نامی سے اطلاع بخشیں گے) اپنی پہلی ڈیوٹی پر معقول توجہ دے رہے ہیں۔ اور مجھے اُمید ہے کہ دوسری پر بھی ایسی ہی توجہ فرمائینگے۔ کیونکہ میری رائے ناقص میں اخبار کی قدر دوسری ڈیوٹی کی انجام دہی ہی پر بہت کچھ منحصر ہے۔ اور مجھے یہہ بھی اُمید ہے کہ آپ نور افشاں کے اصلی مدعا و اغراض کو ہمیشہ پیش نظر رکھینگے ✦

پنجم۔ اچھا میں ایک منٹ کے لئے فرض کر لیتا ہوں۔ کہ سچ مچ کسی مسیحی جوان نے ایسا ہی قابل شرم فعل کیا۔ لیکن اخبار میں اُسے بدنام کرنے سے فائدہ ہی کیا تھا؟ مسٹر واعظ گریبان میں مُنہہ ڈالکر اپنے حال پر ذرا غور تو کرنا ! ✦

ششم۔ میں پھر کہتا ہوں۔ کہ اگر کسی مسیحی جوان نے ایسا جھوٹھ کہا ہو۔ تو قابل شرم ہے۔ لیکن اگر کسی مسیحی نے کسی خاص غرض سے ایسا سفید جھوٹھ لکھا ہو۔ تو اور بھی قابل شرم ہے ✦

ہفتم۔ مسٹر واعظ سے پھر درخواست ہے۔ کہ اُس نوجوان کے نام سے اطلاع دیں ✦

ہشتم۔ آپکا میری نسبت جو گمان ہے۔ میں وہ نہیں ہوں۔ بغیر سوچے سمجھے دوسروں پر حملہ کرنا جنٹلمینوں کا کام نہیں۔ پھر سوچو ✦

لفظ۔ اُمید ہے کہ مجھے پھر لکھنے کی ضرورت نہ پڑیگی ✦

میں ہوں آپ کا خیرخواہ
زنا مہذب ہو

✦ بندہ کا نام حسن علی سفیر ہے: (اڈیٹر) ✦

واقعاتِ زمانہ

مذہبی ہنگامے

بقرعید عنقریب آنے والی ہے۔ اور اسی لئے ہمیں اس نہایت افسوسناک مضمون کی نسبت کچھ لکھنے کی ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ جسے فسادات گاؤکشی کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔ یہہ فساد کچھ عرصہ سے ہندو مسلمانوں کے مابین ہوتے ہیں اور ہر سال گذشتہ سنین کی نسبت زیادہ خوفناک صورت اور وسعت اختیار کرتے جاتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ فریقین سے بہت لوگ دن بدن ان ہولناک خیالات سے ہمدردی کرنے لگے ہیں اور ایسے لوگوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ باوجودیکہ گورنمنٹ مفسدوں کو سخت سزائیں دیتی ہے۔ باوجودیکہ بہی خواہان ملک فریقین کو سمجھاتے ہیں کہ اپنی تکالیف کے اظہار اور دادخواہی کے لئے یہہ طریقہ موزون نہیں کہ انصاف کو اپنے ہاتھ میں لے لیا جاوے تاہم وہ بعض جوان لوگوں کو فساد کی ترغیب دیتی ہیں ایسی زبردست معلوم ہوتی ہیں کہ یہہ اُن سے متاثر ہونے کے سوائے نہیں رہ سکتے ✦

اس میں شک نہیں کہ کسی شہر یا علاقے میں اس قبیل کے فساد ہو چکنے کے بعد گورنمنٹ کے مستعدی کے ساتھ مفسدوں کو سزا دینے اور خوب چوکس ہو کر نگرانی کرنے سے بظاہر امن ہو جاتا ہے لیکن حقیقت میں فساد کے بعد جو تکلیفات فریقین کو پیش آتی ہیں اُس کو وہ فریق مخالف کی وجہہ سے سمجھتے ہیں اس لئے اُن کا کینہ اور

بعض اپنے ہمسایوں کے ساتھ پہلے کی نسبت زیادہ بڑھ جاتا ہی۔ مگر گورنمنٹ کے دباؤ کی وجہ سے وہ کچھ کر نہیں سکتے لیکن جب کوئی بہانہ نکل آتا ہی تو جاہل اور متعصب لوگ دل کی تمام کدورتیں نکال دیتے ہیں +

ہندو مسلمانوں کے مابین گاؤ کُشی کے افسوسناک معاملے کی نسبت جو بے اطمینانی پھیلی ہوئی ہی اُس کی مثال بالکل اُس مرض کی ہی جو کسی شخص کو فساد خون کی وجہ سے عارض ہوجائے اور بدن پر پھنسیاں نکلنے لگیں۔ ناتجربہ کار طبیب جلد کی بیماری کا علاج کسی خارجی دوائی مثل مرہم وغیرہ کے استعمال سے کرتا رہے اور دُنبلوں کو نشتر سے شگاف دے دیا کرے۔ لیکن چونکہ سرے سے خون ہی بگڑا ہوا ہی دُنبل برابر دوسرے مقامات پر نکلتے رہیں۔ اُس وقت جیسی اُس مریض کی حالت ہوگی وہی اب ہمارے ملک کی حالت ہی۔ ایسے مریض کے لئے حکیم حاذق کی تشخیص کی ضرورت ہوتی ہی۔ جو شروع سے ایسا علاج اختیار کرے کہ جس کا ماحصل خون کی صفائی ہو۔ اور جب خون ایک مرتبہ صاف ہوگیا اور نیا خون صالح پیدا ہونے لگا تو مریض بالکل بھلا چنگا ہوجائیگا۔ ہمارے ملک کی طبیب اس وقت گورنمنٹ انگلشیہ ہی۔ باوجودیکہ اس کے حاذق ہونے میں شک نہیں تاہم اُس نے ملک کے اس فساد خون کے مرض کی صحیح تشخیص نہیں کی۔ اور اسی لئے بیماری کو جڑ سے نہیں کھو سکی۔ مقامی فسادات کا دبا دینا انہیں مقامی دُنبلوں کی طرح ہی۔ لیکن پھر جس مقام پر فاسد مادہ جوش زن ہوتا ہی ایک نیا فساد جس کو ایک نیا دُنبل کہنا چاہئے پیدا ہوجاتا ہی۔ اور کچھ عرصے کے لئے ہمارے طبیب کو اسکے علاج میں مصروف رہنا پڑتا ہی کہ جس پر علاوہ طبیب کا قیمتی وقت خرچ ہونے کے بیمار کو جُدا تکلیف اُٹھانی پڑتی ہی +

ہم نے کئی مرتبہ صلاح دی ہی کہ ہندو مسلمانوں کے آپس کے فساد اب اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ ایک آزاد کمیشن کے ذریعے سے ان کے اسباب کی تحقیقات کیجاوے اور خاطر خواہ تحقیقات کے بعد جس فریق کو قصوروار پایا جاوے اُس کو سرزنش کیجاوے یا جس طریق عمل میں نقص پایا جاوے اُس کی اصلاح کے قواعد مرتب کر دئے جاویں۔ اور اسی قسم کی ایک آزاد کمشن قایم کرنے کی درخواست سر ولیم ویڈربرن صاحب نے ہوس آف کامنز میں کی تھی لیکن معلوم نہیں کہ وہ کمشن کیوں منظور نہیں کی گئی۔ کیونکہ افیون کمشن اور گانجہ کمشن سے دو ہزار درجے ضروری تھی کہ جن کے خرچ سے ہندوستان کو ایسے وقت میں لاد گیا ہی +

ایسی کمشن کی اور بھی زیادہ ضرورت اس لئے لاحق ہوتی ہی کہ فریقین میں سے ایک گروہ کو گورنمنٹ کے اعلیٰ حکام کے فیصلوں پر بھی اعتبار نہیں۔ اضلاع مغربی و شمالی کے سال گذشتہ کے فسادات کی نسبت رزولیوشن لکھتے ہوئے سر چارلس کراسٹھویٹ صاحب نے اُن فسادات کو بعض ہندوؤں کی سازش اور شورہ پشتی کا نتیجہ بتلایا تھا کہ جس کی بنا اُن کی گئورکھشنی سبھاؤں کی تحریک ہی۔ اس کو اہل ہنود نے بہت بڑا حملہ قرار دیا اور لاٹ صاحب پر بے انصافی اور ضد کا الزام لگایا۔ وہ کہتے ہیں ہماری گئورکھشنی سبھائیں محض رحمدلی اور مذہبی پابندی کے خیال سے قایم ہیں۔ اور فساد صرف مسلمان لوگ حکام انگریزی کی ہوا اور حوصلہ افزائی سے کرتے ہیں۔ یہہ ایک بھاری وجہہ ہی کہ ہم گورنمنٹ کے اعلیٰ ترین حکام کی رائے پر ایک آزاد کمشن کی رائے کو ترجیح دیتے ہیں۔ کیونکہ اُس کے فیصلے پر ملک کی ایک بہت بھاری ضرورت کا مدار ہوگا۔ ادھر مسلمان بھی ایسے فیصلوں کو جو خواہ اعلیٰ ترین حکام کی جانب سے آئیں مگر اُن کے حق میں مضر سمجھے جاویں کب چپ چاپ مان لیتے ہیں۔ اس کی نظیر صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر بنگالہ کا حال ہی کی ایک یادداشت ہی کہ جس کے ذریعے سے اُنہوں نے پٹنہ ڈویژن کے کمشنر کی وساطت سے وہاں کی میونسپل کمیٹیوں کو اختیار دیا تھا کہ گاؤ کُشی کے متعلق بعض خاص معاملات میں دست اندازی کیا کریں۔ اس حکم کو مسلمانوں نے اپنے خلاف سمجھا اور اس پر میموریل بھیجے کہ جن کی وجہہ سے بنگالہ کے لاٹ صاحب نے اپنے حکم کی ترمیم کردی۔ گو مسلمان یہہ کہہ سکتے ہیں کہ اُن کا اعتراض ایسا بجا تھا کہ جو گورنمنٹ کو ماننا پڑا لیکن اس میں کیا شک ہی کہ جہاں کہیں کوئی حاکم یا گورنمنٹ کوئی امر ہندوؤں کے حق میں فیصل کردیتی ہی مسلمان وہاں کے حکام کو ہندوؤں کا طرفدار کہنے لگتے ہیں اور جہاں کوئی فیصلہ مسلمانوں کے حق میں ہو جاوے ہندو اُس حاکم کو مسلمانوں کا طرفدار رکھتے ہیں۔ بلکہ بعض زیادہ گرم جوش لوگ یہہ خیال رکھتے ہیں کہ گورنمنٹ کی پالیسی ہی یہہ ہی کہ ہندو مسلمانوں میں آپس میں پھوٹ قایم رہے۔ اور اس غرض سے حکام انگریزی کسی موقع پر ہندوؤں کے اور کہیں مسلمانوں کے طرفدار ہوجاتے ہیں اور انہیں آپس میں لڑا کر آپ الگ کھڑے ہوجاتے ہیں۔ لیکن ہمیں اس آخری فریق کے ساتھ بالکل ہمدردی نہیں ہی۔ ممکن ہی کہ کوئی ایک آدھ کمبخت حاکم ایسا تماشا دیکھنے کا شوقین ہو۔ لیکن کل انگریز اس بات کو کبھی پسند نہیں کر سکتے۔ کیا ہندو مسلمانوں کے اتفاق اور یکجہتی سے یہہ نتیجہ پیدا ہوتا ہی کہ یہہ لوگ انگریزوں کو ہندوستان سے نکال سکتے ہیں؟ کیسا بیہودہ اور لچر خیال ہی۔ ہندوستان میں کل انگریز دو لاکھ سے زیادہ نہیں اور اُن میں گورہ فوج صرف ستر ہزار کے قریب ہی۔ تو کیا اس ۲۸ کروڑ کی آبادی پر انگریز اس وجہہ سے حکومت کر رہے ہیں۔ کہ ہندو مسلمانوں میں نفاق ہی؟ بھتیا یہہ بالکل غلط خیال ہی۔ کل ۲۸ کروڑ کی آبادی میں سے چھہ کروڑ مسلمان اور اُن کے مقابلے کے چھہ کروڑ نہ سہی بارہ کروڑ ہندو نکال دو۔ کیا باقی آٹھ دس کروڑ ہندو دو لاکھ انگریزوں کو ہندوستان سے نکال سکتے ہیں؟ انگریز ہندوستان میں اپنی عقلمندی سے حکومت کر رہے ہیں۔ جب تک کہ ہندوستانی ہندو ہوں یا مسلمان انگریزوں کی طرح تعلیم یافتہ اور مہذب نہو جائیں گے جب تک کہ ان لوگوں کی "ہاں" اور "نا" رجسٹری شدہ دستاویزات سے زیادہ معتبر نہو جائیگی۔

تب تک انگریزوں کو اہل ہندوستان سے ایک ذرہ بھر بھی اندیشہ نہیں :: کیا انگریز اُن ہندو مسلمانوں سے ڈرتے ہیں - کہ جو اپنے سگے بھائیوں کے ایک بات میں جانی دشمن بنجاتے ہیں - جن کو وہ ایسا بیوقوف سمجھتے ہیں کہ اُن کا ایک ایک شخص سیکڑوں پر بلحاظ عقل اور تدبیر کے بھاری ہے +

ہندو مسلمانوں کی آپس کی بدظنی اور عنادان لوگوں کی آپس کی نادانی کا نتیجہ ہے - کہ جس کی وجہہ سے اُنہوں نے بالکل سہل بات کا بتنگڑ بنا رکھا ہے - جیسا کہ لارڈ لینسڈون بہادر نے گزشتہ سال کی آگرہ کی سپیچ میں فرمایا تھا کہ قربانی مسلمانوں میں کئی صدیوں سے بطور رسم کے چلی آئی ہے - یہہ بدستور جاری رہیگی لیکن مسلمان ہندوؤں کی دل شکنی کسی نہج سے بھی نکریں :: ہم نے آج تک کسی فہمیدہ ہندو سے یہہ نہیں سُنا کہ وہ مسلمانوں سے گاؤکشی کے بالکل بند کرانے کی توقع رکھتے ہوں - نہ صرف یہہ چاہتے ہیں کہ ایسے طریقے نہ اختیار کئے جائیں کہ جن سے اُنکی دلشکنی ہو - گو جاہل اور عام ہندو ہونگے جو چاہتے ہوں کہ بالکل اس رسم کا انسداد ہو جاوے :: دوسری طرف فہمیدہ مسلمان ہرگز دلشکنی کا ارادہ نہیں رکھتے - بلکہ بعض نے تو یہاں تک کیا ہے - کہ باوجود مسلمان ہونے کے آمادگی ظاہر کردی ہے کہ وہ اَوروں کو بھی گائے کی قربانی سے منع کریں گے چنانچہ اخبارات میں ایک ایسے مسلمان پیر صاحب کا ذکر چھپا ہے - لیکن فریقین کے جاہل اور متعصب لوگ آگ پر تیل ڈالتے ہیں - اور معاملے کو بڑھاتے جاتے ہیں - اور چونکہ گورنمنٹ سوائے معمولی سزائیں دینے کے اور کچھ انتظام مستقل نہیں کرتی فساد آئے دن ہوتے رہتے ہیں :: اس لئے ملک کے خیر سگالوں کی اس بارے میں دو رائیں ہی ہو سکتیں - کہ یا تو گورنمنٹ آف انڈیا خود اس بحث کا فیصلہ کرے اور یا ایک کمشن کے ذریعہ سے فیصلہ کرائے کہ جس کے مراتب کی تعمیل سے آیندہ ایسے فسادوں کے وقوع کا اندیشہ نہ رہے اور اس سال کی بقرعید پر جا بجا ہوشیاری سے نگرانی کیجاوے کہ جیسا کہ اضلاع مغربی و شمالی کے لاٹ صاحب نے ابھی سے اضلاع اعظمگڈھ و بلیا کی نگرانی کا بندوبست کردیا ہے ([illegible])

حاسد مشتہرین

منشی سجاد حسین صاحب ریحانی ایڈیٹر طوطی ہند کے کسی دشمن نے ایک طول طویل اشتہار چھاپکر مشتہر کیا ہے جس کی ایک کاپی ہمیں بھی ملی ہے - مطبع کا نام تو اس پر موجود نہیں لیکن مشتہر کوئی صاحب اشفاق حسین خنجر ہیں مگر ہے کہ یہہ فرضی نام ہو - کیونکہ اس اشتہار میں منشی سجاد حسین پر ایسے سخت اور شرمناک الزام لگائے گئے ہیں کہ جو اگر صحیح بھی ہوں تو ان کا مشتہر کرنا قانوناً ممنوع ہے - اور بالفرض اگر یہہ الزام صحیح بھی ہوں تو بھی مشتہر کرنے والے کی بدنیتی میں کلام نہیں کہ ایک شریف کو ذلیل اور رسید کو ڈوم ثابت کرنے اور اس کے علاوہ ہولناک الزام مشتہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ جن کو لکھنا بھی شرفا پسند نہیں کرتے - ہمیں اپنے میرٹھ کے ہمعصر سے دلی ہمدردی ہے - لیکن وہ ایسے کون ہیں کہ جن کے شوخ چشم دشمن موجود نہیں - حال ہی میں انہیں کے قریب قریب الزامات حیدرآباد سے پادری حبیب علی صاحب پر لگا کر ایک ایسے ہی اشتہار کی صورت میں مشتہر ہوئے تھے - ایسے اشتہارات جو محض بغض نکالنے کے لئے چھاپے جاتے ہیں عقلمندوں کے نزدیک کوئی وقعت نہیں رکھتے + منہ

معاملات مصر

مصر کے مذہبی اماموں کی جانب سے ایک عرضداشت بخدمت سلطان روم عبدالحمید خان والی اسلامبول ارسال کی گئی ہے - جو قابل غور ہے :-

اے خلیفۂ اسلام ہم بڑے ادب اور بڑی عاجزی سے عرض پرداز ہیں کہ نہایت خطاکار اور شرابی اجنبی لوگوں نے ہمارا ملک حیلہ سازی سے دبا لیا ہے اس میں چال سے داخل ہوئے + اور اب یہاں سے نکلنا نہیں چاہتے ہم نہایت عاجزی سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ براہ مہربانی ہمکو ان لوگوں سے نجات دلانے کی فکر کریں - اور ان لوگوں کو یہاں سے نکلوائیں - سلطان سلیم مرحوم کے زمانہ سے مصر سلاطین اسلامی کا موروثی حق ہے آپ بھی اس پر عمل کرکے اپنے ملک کو اپنے دست اقتدار میں لیں جس کو لوگ قابو کرنا چاہتے ہیں - اے خلیفۂ اسلام سرزمین مصر نہایت مقدس ہے - اور وہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کا دروازہ ہے - آپ نظر شفقت کریں اور ہمیں ان اجنبیوں سے نجات دلاویں - ہماری حالت بالکل مقید پرندوں کی سی ہے +

خدا کی قدرت

اخبار پایونیر کا نامہ نگار صوبہ بہار کی خبر میں لکھتا ہے کہ لوگ اب تک حیران ہیں کہ آموں کے درختوں پر مٹی کے ڈھیلے کس نے لگائے اور اُن ڈھیلوں میں بال کہاں سے آئے - خدا جانے یہہ بال انسان کے ہیں یا حیوان کے - ایک بال کو نکال کر دیکھا وہ سفید تھا - سب لوگ دیسی کیا یورپین مارے تعجب کے حیران ہیں کہ یہہ کیا معاملہ ہے - یہہ بات بھی بیان کی جاتی ہے کہ مقام جنکپور میں (جہاں بقول ہنود سیتاجی پیدا ہوئی تھیں) خود بخود ایک تالاب بن گیا ہے کہتے ہیں کہ یہہ قدرتی اعجاز ہے اور جو مٹی اس کے کھودنے سے نکلی وہی تمام ملک کے درختوں آم کے ساتھ نہ معلوم کس طرح اور کس نے لگادی ہے یہی وجہہ ہے کہ تالاب تو نمودار ہے لیکن مٹی کا نشان نہیں جس کے کھودنے سے تالاب پیدا ہوا - تمام معاملہ سر تا پا تاریکی میں ملبوس ہے - کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی اور نہیں جانتے کہ اس سانحہ کا نتیجہ کیا ہوگا - دیسی اور انگریز دونوں حیرت کے بحر ناپیدا کنار میں غوطے کھا رہے ہیں - یہہ خیال قابل پذیرائی معلوم نہیں ہوتا کہ یہہ حرکت کسی سازش کا نتیجہ ہے کیونکہ

ملکوں اور شہروں کی مختصر خبریں

لورپول میں مارگرٹ واکر نامی ایک عورت کو اُسکے خاوند کے مار ڈالنے کے جرم میں پھانسی کا حکم ہوا۔ اُس نے عرصہ سے اپنے خاوند کو کوٹھری میں بند کر کے قفل لگا دیا اور نہایت سختی سے مار ڈالا تھا +

لنڈن میں یہہ افواہ گرم ہو کہ ہندوستان میں ٹکسالیں پھر کھولی جائینگی۔ اس افواہ کے وثوق پر اکثر لوگ باافراط چاندی خریدنے لگے ہیں کہ روپئے بنوائیں گے +

ولایت میں اُس کوٹ کا جنگی امتحان کیا گیا جس کے پہننے سے گولی اثر نہیں کر سکتی ہو۔ پندرہ گولیاں چلائی گئیں لیکن کوٹ پر مؤثر نہوئیں۔ اس کوٹ کے موجد مسٹر وڈ ہیں +

ڈاک ولایت سے خبر آئی کہ زار روس عنقریب لنڈن کی سیر کو تشریف لے جانا چاہتے ہیں۔ روس پر فرانس میں تشویش ہو خصوصًا اس لئے بھی کہ جرمن بھی روس کا دوست بتایا جاتا ہو +

امریکہ میں ایک نہایت تیز چلنے والی بندوق ایجاد ہوئی ہو جو ایک منٹ میں تین سو فیر کر سکتی ہو۔ اس میں ایسی حکمت رکھی ہو کہ منٹ میں چاہو ایک فیر کرو۔ ۳۰ کرو۔ ۱۰۰ کرو یا ۲۰۰ کرو حد تعداد ۳۳۰ ہو +

امریکہ میں ایک خودکشی کا کلب بنا ہو جس میں اس وقت تک قریب ایک سال کا عرصہ ہوا ہو پچاس ممبر داخل ہیں۔ یہہ نہیں بتلایا گیا کہ یہہ ممبر خودکشی کریں گے یا نہیں +

یونان میں زلزلہ زدہ علاقوں میں خود شاہ یونان معہ ولیعہد پھر رہے ہیں۔ چاروں طرف خوفناک بربادی نظر آتی ہو۔ زلزلہ سے ۲۳۰ آدمی ضایع ہو گئے +

مصر میں یورپینوں کی مخالفت ترقی پر ہو۔ اور خدیو پر یہہ الزام لگایا جاتا ہو کہ وہ بالکل نالایق ہیں۔ اور اپنے منصب کی وقعت کو طفلانہ خیالات و حرکات سے بٹہ لگاتے ہیں +

مہدی سوڈانی کے یورپین قیدیوں کے چھڑانے کو ایک مہم روانہ کرنے کی صلاح دی گئی۔ مگر انگلستان اس رائے کا مخالف ہوا اسلئے کہ یہہ کھٹکا ہو کہ مہدی اُن سب کو قتل کر ڈالے گا +

اجمیر۔ تھوڑے روز ہوئے کہ ایک کانسٹبل نے غنی خاں سب انسپکٹر کوتوالی اجمیر کو بر سر بازار جوتہ مار دیا تھا۔ اس حرکت کی پاداش میں ملزم کو عدالت سے تین ماہ قید سخت کی سزا ملی +

کلکتہ میں ایک شخص جان جیمس پیچ نامی اپنے گھر میں پڑا ملا اُس نے بیان کیا کہ میں ۳۵ دن سے فاقہ سے ہوں۔ صرف دو مرتبہ کے علاوہ میں نے کچھ نہیں کھایا۔ اور جب تک مر نہ جاوں فاقہ کشی پر آمادہ ہوں پولیس اُس کو جنرل ہسپتال میں اُٹھالے گئی +

بنارس۔ علاقہ سکرور میں میونسپلٹی کا ایک چپراسی چند مزدوروں سے سڑک پر صفائی کرا رہا تھا۔ ایک مزدور نے جو کچھ جنونی تھا کام کے لئے تقاضا کرنے پر چپراسی کے سر پر پھاوڑا رسید کیا اور وہ فورًا ہلاک ہو گیا +

جہلم ریلوے پل کا ایک ٹکٹ بابو محمد غوث نامی جو پچھلے دنوں کے ایک مستعمل ٹکٹ دینے اور قیمت ہضم کر جانے کے جرم میں زیر تحقیقات تھا ایک سال قید اور دس روپیہ جرمانہ کا سزایاب ہوا +

حیدرآباد اور بھوپال کی طرح اندور میں بھی ایک پمفلٹ انگریزی میں شایع ہوا ہو۔ کہتے ہیں کہ اس میں مہاراجہ صاحب اندور اور اراکین ریاست کے علاوہ ایجنٹ گورنر جنرل پر بھی حملہ کیا گیا ہو +

صوبہ بہار کے ایک جنٹلمین نے آرہ کے سررشتہ آبرسانی کے لئے ڈیڑہ لاکھ روپیہ اس غرض سے دیا تھا کہ اُس کو راجہ کا خطاب عطا کیا جائے۔ انڈین مرر لکھتا ہو کہ شایق خطاب نے رقم مذکور قرضہ لے کر داخل کی تھی +

حیدرآباد دکن کے سابق ڈایرکٹر تعلیم مسٹر سید علی بلگرامی اتھروِن وید کا ترجمہ کر رہے ہیں دیکھیں ہندو اس ترجمہ کو مستند تسلیم کرتے ہیں۔ یا غیر مذہب مترجم سمجھ کر ناقابل سند سمجھتے ہیں +

حیدرآباد کے ہندو مسلمانوں میں جو تنازعہ ہو وہ ابتک ختم نہیں ہوا۔ بعض ہندو وکلا نے سکندرآباد میں ایک جلسہ کیا اور گورنمنٹ نظام کو یقین ہو کہ بعض معلوم الاسم اس معاملہ کو اشتعال دے رہے ہیں۔ اگر وہ اس کارروائی سے باز نہ آئے تو ممکن ہو کہ اُن کی زمینیں ضبط کر لی جائیں +

لکھنؤ۔ گذشتہ مہینے کی ۲۰ تاریخ کو انسپکٹرہ صاحبہ نے لال باغ کے مدرسہ نسوان کو معائنہ فرمایا۔ لڑکیوں کی تعلیم اور قواعد مدرسہ۔ اور مس تھوبرن صاحبہ کے انتظام سے بڑی خوشنودی ظاہر کی۔ واقعی یہہ مدرسہ بڑی ترقی پر ہو +

بریلی میں کچھ لڑکیاں لکڑی کے ایک لٹھے پر کھیل رہی تھیں۔ چونکہ لٹھا ڈھلکا ہوا زمین پر تھا اتفاقًا ڈھلک چلا۔ ایک لڑکی کچل کر مر گئی۔ دو کی ٹانگیں ٹوٹیں۔ اور ایک کے خفیف ضرب آئی ہو +

گجرانوالہ۔ پادری ہیکی صاحب کی تقریب تشریف بری ولایت پر ۱۰ اپریل کو ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا ہر فرقہ و ملت کے لوگ اور اہل عملہ شامل تھے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر پریزیڈنٹ جلسہ تھے +

جگرانوں ضلع لودہیانہ سے ایک اخبار بلم تالہ ہند جاری ہوا ہو۔ وہ لکھتا ہو کہ جگرانوں میں شراب خواری روز بروز ترقی پکڑتی جاتی ہو۔ اور خاص کر ہندو لوگوں میں اس کا رواج بکثرت ہوتا جاتا ہو +

بقیہ روئداد

نمبر ۲۵ چٹھی انگریزی جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر بابت طیاری قواعد علیحدگی جزامیان +

جلسہ آیندہ تک ملتوی رہے +

نمبر ۲۶- رپورٹ سید غلام محمد صاحب ممبر میونسپل کمیٹی دربارہ منظور فرمائی جانے قواعد بابت دفعہ ۲۵ میونسپل ایکٹ جدید معہ قواعد مرتبہ +

جلسہ آیندہ تک ملتوی رہے +

نمبر ۲۷- کاغذات منظوری اپیل قایمی چھجہ دکان زال رودیا مستری بمراد اطلاع +

آیندہ جلسہ تک ملتوی رہے +

نمبر ۲۸- روبکار محکمہ صاحبان پنچ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۸۹۳ء باطلاع ہائی مسماۃ مہرو ملزمہ خلاف ورزی دفعہ ۱۴۳ ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۹۱ء +

اطلاع ہوئی میونسپل تحصیلدار صاحب کو اطلاع دیجاوے +

نمبر ۲۹- روبکار محکمہ صاحبان پنچ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۸۹۳ء باطلاع ہائے احمد شاہ خان و اکبر ملزم خلاف ورزی دفعہ ۱۴۳- ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۹۱ء +

اطلاع ہوئی میونسپل تحصیلدار صاحب کو اطلاع دی جاوے +

نمبر ۳۰- کاغذات بلا اجازت تعمیر چبوترہ سلامت رائے سود و رائے صاحب وایس پریزیڈنٹ کہ یہہ کاغذ داخل دفتر ہونی چاہئے +

جلسہ آیندہ تک ملتوی رہے +

نمبر ۳۱- رپورٹ ممبر صاحب حلقہ ظہری درخواست نتھو خاکروب دربارہ اس کے کہ جس چبوترہ مسماۃ بدہان کی سایل شکایت کرتا ہے وہ تعمیر شدہ قدیم ہے جدید نہیں ہے بمراد داخل دفتر +

جلسہ آیندہ تک ملتوی رہے +

کاغذات کہ جسکا روپیہ بسبب ضروری ہونیکی دیاگیا +

نمبر ۳۲/۱ بابت کرایہ کریم بخش پاگل از لودیانہ تا لاہور بموجب چٹھی نمبر ۶۱۷ مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۸۹۳ء صاحب سول سرجن بہادر + ۹ روپیہ ۳ پائی +

جلسہ آیندہ تک ملتوی رہے +

نمبر ۳۲/۲ طلبانہ مقدمہ ڈاکٹر احمد شاہ و مسماۃ مہرو مدعا علیہم ۸ روپیہ +

نمبر ۳۳- درخواست چودہری فتح خان بابت معافی فیس بدرخواست فرمائے جانے لڑکا کو بلا فیس گورنمنٹ اسکول میں +

تجویز ہوئی کہ بخدمت ہیڈ ماسٹر صاحب سفارش کری جاوے کہ سال کے لڑکے کو بلا فیس داخل مدرسہ کرنیکی گنجایش نکال لیویں +

نمبر ۳۴- روبکار صاحب پریزیڈنٹ میونسپل کمیٹی دربارہ تقرری ماسٹر مولراج صاحب و سید غلام محمد صاحب ممبران سب کمیٹی تقرری ملازمان بجائے دو ممبر صاحبان جو موجود نہیں ہیں +

تجویز ہوئی کہ خواجہ احسن شاہ صاحب مولوی محمد حسن صاحب لالہ منسا رام صاحب تلجہ سب کمیٹی کے ممبر مقرر ہوں +

نمبر ۳۵- رپورٹ میونسپل اوورسیر ظہری کوانہ دربارہ اس کے کہ روڑا مل سود نے تعمیل نوٹس تو کرلی ہے مگر تعمیر بلا اجازت شروع ہے و حکم صاحب پریزیڈنٹ میونسپل کمیٹی کہ اس خلاف ورزی کے لئے اگر کمیٹی مقدمہ دائر کرنا چاہتی ہے تو کمیٹی کا اختیار ہے +

جلسہ آیندہ تک ملتوی رہے +

نمبر ۳۶- روبکار محکمہ جناب صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس لودیانہ بطلب مبلغ ۱ روپیہ بابت مرمت سالانہ کوتوالی شہر لودیانہ معہ حکم جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کمیٹی میں پیش ہو موصول ہوئے +

تجویز ہوئی کہ مکانات کوتوالی سے کمیٹی کا کچھ تعلق نہیں ہے اور تا مکان کوتوالی باضابطہ پیشگاہ گورنمنٹ سے میونسپل کمیٹی کی سپرد ہوا ہے اسلئے کمیٹی کوئی روپیہ مرمت کوتوالی کے لئے نہیں دیسکی روبکار ہذا جواباً بوساطت جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر بخدمت صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس واپس ہوئی +

روئداد جلسہ خاص میونسپل کمیٹی لودیانہ

باجلاس شہزادہ محمد نادر صاحب سی ای آی پریزیڈنٹ میونسپل کمیٹی لودیانہ ڈاکٹر حسین شاہ صاحب خان بہادر سول سرجن - خواجہ احسن شاہ صاحب - سرام داملی صاحب - پیرجی غلام محی الدین شاہ صاحب - منشی رحیم بخش صاحب - سید غلام محمد صاحب - ممبران +

(واقع ۲۷ نومبر ۱۸۹۳ء)

نمبر ۱- کاغذات بجٹ سنہ ۱۸۹۴-۹۵ء مرتبہ سب کمیٹی بجٹ پیش ہوئی مع درخواست ترقی نہنو مالی درخواست انسپکٹر واسطے تقرری چپڑاسی جدید +

تجویز ہوئی بجٹ مرتبہ سب کمیٹی منظور کیا جاوے اور درخواست نہنو مالی و انسپکٹر تقرری چپڑاسی نامنظور کیجاوے +

نمبر ۲- چٹھی انگریزی جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر بمراد دریافت حال جزامیان شہر لودیانہ +

ایک رپورٹ بدیں مضمون بھیجی جاوے کہ کمیٹی فقرہ ۲ و ۳ موصولہ دفتر ہذا سے اتفاق ہے اور مطابق حالات اس شہر کے جواب چٹھی کا دیا جاوے + (باقی آیندہ)

پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور

فہرست کتب جو عام بائبل خوانوں بائبل ٹیچروں اور مشنری سکولوں کے کار آمد ہیں۔

کتب تاریخ و جغرافیہ

دینی و دنیاوی تواریخ کا مجموعہ اُردو عہ
یسوع مسیح کا احوال ″ ۱۲ و ۳
تاریخ المسیح حصہ اوّل و دوم مصنفہ پادری عمادالدین صاحب حصہ اوّل ۱۲
تاریخ کلیسیا اُردو ۱۲
کتاب مقدس کا احوال ہر دو حصہ اُردو فی حصہ ۳ ایضاً رومن فی حصہ ۳
خلاصہ تواریخ رومن ۲
مسیحی دین اور کلیسیا کی تواریخ ″ عہ
قدیم تواریخ کا اختصار ″ عہ
جغرافیہ پاک کتاب اُردو ۸
″ کنعان - اردو ۳ - شمس الجغرافیہ اردو ۱

کتب لغت وغیرہ

کلید الکتاب اُردو مصنفہ پادری ہاسکنس صاحب ع ۸
″ رومن ″ ع ۸
لغات پاک کتاب ″ ″ للعہ
تقدیس اللغات ″ ″ عہ
مفتاح التوریت ″ ″ ۲ باتصویر ۸
کوائف الصحائف اردو۔ ڈاکٹر عمادالدین صاحب۔ ۸
اورادسیرۃ المسیح ″ ۴
″ رومن ″ ۴

یہہ کتابیں بائبل خوانوں کے لئے نہایت مفید ہیں۔ اس کے علاوہ مسیحی مذہب کے متعلق ہر قسم کی کتابیں اور بائبل مختلف زبانوں انگریزی اردو ہندی پنجابی وغیرہ میں موجود رہتی ہیں۔ خط وکتابت اِس پتہ پر ہونی چاہئے ۔

انارکلی لاہور
اسسٹنٹ سکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی

شعر و سخن

غزل

رکھے اُسپہ نظر جو ہمیشہ بشر اُسے اپنے بیگانے سے شر ہی نہیں
پڑے جسپہ کہ لطف کی اُسکے نظر اُسے دونوں جہاں کا خطر ہی نہیں
وہ سمایا ہے جب سے نظر میں مری مجھے تب سے کسیکی خبر ہی نہیں
میں تو دیکھوں گا اب نہ کسیکو کبھی مری پڑتی کسی پہ نظر ہی نہیں
ہوا پیدا مسیح ز نور خدا وہ خدا سے نہیں ہے کہیں بھی جُدا
وہ ہے دونوں جہاں کا شفیع بڑا جو نہ سمجھے اُسے وہ بشر ہی نہیں
کہوں کس سے میں اپنا یہہ حال بُرا میرا کوئی نہیں تیری ذات سوا
مجھے پاس تو اپنے بلالے خدا مرا تیرے بغیر گزر ہی نہیں
وہ ہے شکل بشر وہ ہے نور نظر اُسے دیکھ کے پھر کے دیکھے بشر
پڑے جس کی نہ اُسکے جبیں پہ نظر وہ ہماری نظر میں ہی نہیں
میں پھنسا ہوں گناہوں میں اپنے بغضب تو ہی بخشیگا اب کرم کے سبب
تجھے چھوڑ کے جاؤں کدھر کو میں اب کہیں اور تو جا نظر ہی نہیں
چلو شوق ہے یہاں سے بلک بقا کہ یہہ فانی سرا ہے یہ دار فنا
نہیں جینے کا پایا کچھ ہم نے مزا بجز اس سے سوا کوئی گھر ہی نہیں

غزل

عاصی و جرم کار تو لا انتہا کے ہیں
امیدوار پر تیرے فضل و عطا کے ہیں
اک دم بھی اپنا خالی نہیں ہے گناہ سے
ہر وقت ارتکاب میں جرم و خطا کے ہیں

مرض گناہ سے ہمیں کر پاک اے مسیح
ہمتو مریض آپ کے دارالشفا کے ہیں
کس کے کلام سے ہو تسلی ہمیں نصیب
مشتاق کلمۂ لب معجز نما کے ہیں
اکسیر بے نظیر ہے عیسیٰ کے در کی خاک
محتاج ہمتو صرف اِسی کیمیا کے ہیں
جس مہر راستی سے منور ہوا جہاں
ہم دل سے معتقد اُسی نور خدا کے ہیں
عصیاں کا چارہ گر وہی سچا طبیب
شاہد اُسی پہ قول ہر ایک انبیا کے ہیں
کھولا در بہشت ہے جس نے صلیب سے
ہم جان و دل سے پیرو اُسی رہنما کے ہیں
کس بات کا ہو ڈر ہمیں اے حضرت مسیح
جب آپ سننے والے ہماری دعا کے ہیں
تابع ہیں آپ کے ہے زمیں اور آسماں
بے شبہ مالک آپ ہی ارض و سما کے ہیں
روز ازل نہ بھولنا اے حضرت مسیح
ولیم سے پر معاصی بھی بندے خدا کے ہیں

رباعی

جب تارکِ دنیا ہوئے جاگیر ملی
عقبیٰ میں غنی ہونے کی تدبیر ملی
ایمان سے اگر در عیسیٰ پہ سفیر
جب خاک ہوئے ہمکو یہہ اکسیر ملی

رباعی

نہ علم نہ حکمت نہ ہنر سے پایا
حرفت سے مشقت سے نہ زر سے پایا
خم ہو کے جو دیکھا جو سوئے فردوس سفیر
سید حارستہ یسوع کے در سے پایا

(لودیانہ رپورٹ ہفتہ وار پیدائش ۲۱ - تعداد اموات ۳۴)

پادری ای پی نیوٹن صاحب منیجر نورافشاں کے واسطے امریکن مشن پریس لودیانہ میں اے کیم وائلی کے اہتمام سے چھپا